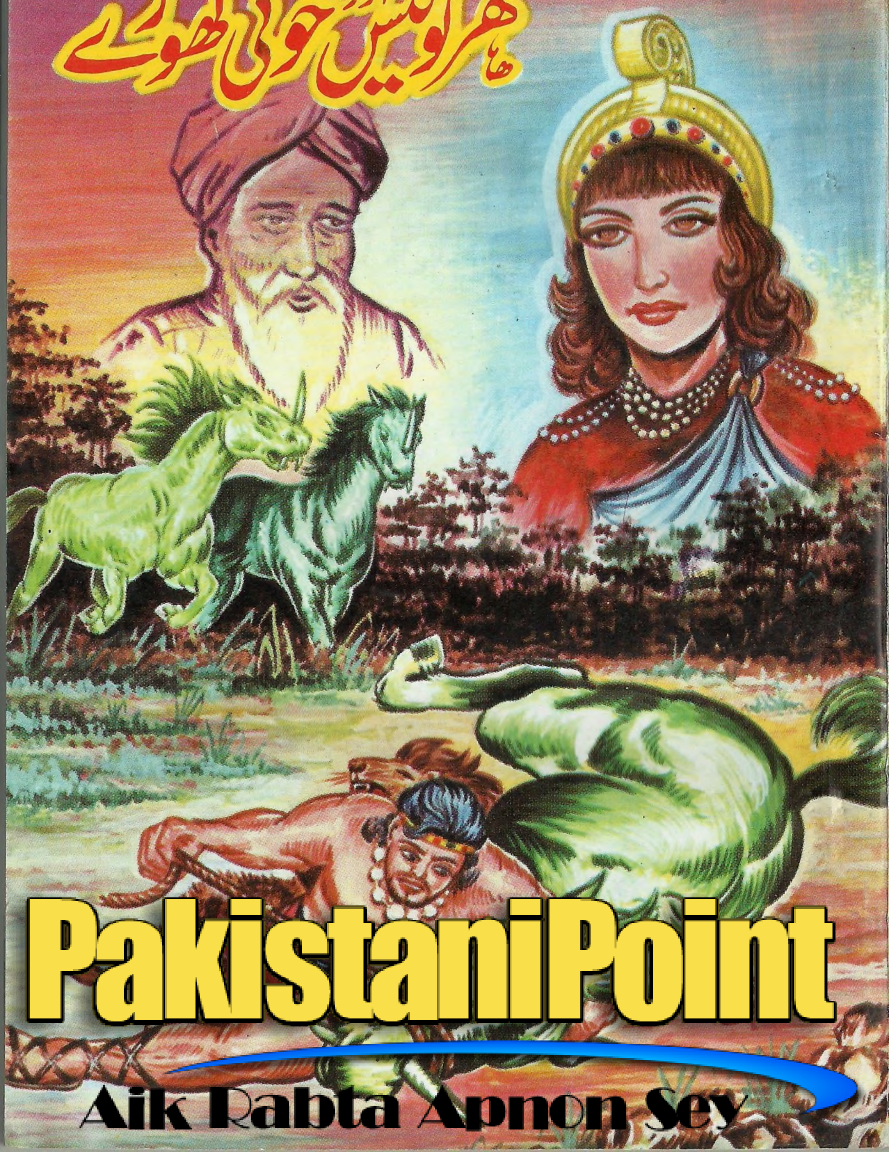
ھرکولیس اور خونی گھوڑے



پیارے بچوں کے لئے ہرکولیس کا انتہائی دلچسپ کارنامہ

ہرکولیس اور خونی گھوڑے

اطہر قریشی



کتب ملنے کا پتہ۔
یوسف برادرز
الحمد مارکیٹ
اردو بازار
لاہور
Mob: 0300-8401919

دنیا میں بے شمار طاقتور مضبوط اور قوی لوگ گزرے ہیں لیکن جنہوں نے اپنی طاقت اور قوت لوگوں کی بھلائی اور اُن کے سُکھ چین کے لئے خرچ کی ہے، انہیں بہادر اور شیر دل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان بہادر لوگوں میں ایک نام "ہرکولیس" کا ہے۔

ہرکولیس آج سے تقریباً تین ہزار سال پہلے مُلک "ہیلس" میں پیدا ہوا۔ جسے اب یونان کہا جاتا ہے۔ اس کا باپ" زیوس" ہیلس کی ایک ریاست کا حکمران تھا۔ جو بہت انصاف پسند

اور ہر دلعزیز انسان تھا۔ اس نے اپنے
بیٹے ہرکولیس کی پرورش بڑے ناز و نعم
سے کی۔ میدانِ جنگ کے بڑے بڑے
ماہروں سے اسے تلوار چلانے، تیر اندازی
نیزہ بازی اور کُشتی کے داؤ پیچ کی
تربیت دلوائی۔

ہرکولیس جب جوان ہوا تو بڑا قوی
ہیکل اور خوبصورت نوجوان تھا۔ طاقت
میں اس کے مقابلے کا سارے یونان
میں کوئی نہ تھا، وہ خالی ہاتھ جنگل
کے خونخوار درندوں کی گردنیں مروڑ کر
پھینک دیتا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے اس
کے بازوؤں میں فولاد بھرا ہوا ہو، اس
کی بہادری اور طاقت کی وجہ سے لوگ
اُسے "طاقت کا دیوتا" کے نام سے یاد
کرتے تھے۔

شہزادہ ہرکولیس کی وجہ سے کسی دشمن
کو کبھی اس کے ملک پر حملہ کرنے
کی جرأت نہ ہوتی تھی اور اگر کسی نے

ایسی بھول کی بھی تو بہادر! دلیر ہرکولیس
نے اُسے ایسا مزہ چکھایا کہ پھر اُسے
اس کے ملک کی طرف آنکھ اُٹھا کر
دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ہرکولیس
کو شکار کھیلنے اور مہم جوئی کا بڑا
شوق تھا۔ اس لئے ہر وقت اس
کے ایک ہاتھ میں کمان ہوتی اور کندھے
کے پیچھے تیروں بھرا ترکش لٹکا رہتا، قریب
سے دشمن پر وار کرنے کے لئے وہ عام
طور پر ایک موٹا اور بھاری ڈنڈا استعمال
کرتا تھا۔ اس کے ڈنڈے کی ضرب
اتنی کاری ہوتی کہ ہاتھی بھی تڑپنے
لگتے۔

ایک دن ہرکولیس کے باپ بادشاہ
"زیوس" نے کسی بات پر ناراض ہو
کر ہرکولیس کو اپنے ملک سے باہر چلے
جانے کا حکم دیا اور کہا کہ بارہ
ماہ تک واپس یہاں قدم نہ رکھے
ہرکولیس کی ماں ملکہ "ہیرا" کو اپنے

بیٹے سے بے پناہ محبت تھی وہ اپنے
بیٹے کی ایک دن کی جدائی بھی برداشت
نہیں کر سکتی تھی، لیکن بادشاہ زیوس
کے حکم کے سامنے اس کی ایک
نہ چلی، ہرکولیس بہت بہادر اور طاقتور
جوان ہونے کے باوجود ماں باپ کا
سعادت مند بیٹا تھا، اس لئے اس
نے ماں کو تسلی دی کہ فکرمند نہ
ہوں وقت گزرتے دیر نہیں لگتی جیسے
ہی یہ دن پورے ہوں گے میں واپس
لوٹ آؤں گا۔ اس کے بعد وہ اپنے
باپ کے حکم پر ریاست چھوڑ کر
چلا گیا۔

بادشاہ زیوس اپنے بیٹے ہرکولیس کی
قوت اور دلیری سے اچھی طرح واقف
تھا، لیکن شاید وہ یہ چاہتا تھا کہ ہرکولیس
دوسرے ملک میں جاکر زندگی کے نئے
تجربے حاصل کرے اور مشکلات کو
برداشت کرنے کا اس میں حوصلہ پیدا ہو۔

ہرکولیس اپنی ریاست "کریٹ" سے جب
روانہ ہوا تو وہ اپنے سیاہ رنگ کے
گھوڑے پر سوار تھا، جس کا نام "شیر بہادر"
تھا، یہ گھوڑا بہت خوبصورت صحت مند اور
عام گھوڑوں سے ڈیل ڈول اور قد میں
بڑا تھا۔ ہرکولیس نے ریاست سے جانے
کی کسی دوست یا عزیز کو خبر نہ دی
وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا شام
ہونے سے پہلے سرحدی علاقے میں پہنچ
گیا۔ وہاں دور تک کسی آبادی کا نشان
نہیں تھا، یہاں سے چند کوس کے
فاصلے پر ریاست "تائی رن" کی سرحد شروع
ہوتی تھی، اس کی ریاست کریٹ اور ریاست
"تائی رن" کے درمیان ایک دریا سرحد بناتا
ہوا بہتا تھا۔ دریا کا پانی بہت صاف شفاف
اور تیز رفتار تھا

دریا کے دونوں کناروں پر اُگے ہوتے
قطار در قطار درخت سورج چڑھتے اور ڈوبتے
وقت عجب نظارہ پیش کرتے تھے۔ چاندنی

راتوں میں تو دریا کا پانی ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسے درختوں کے درمیان پگھلی ہوئی
چاندی بہہ رہی ہو۔

ہرکولیس دریا کے کنارے پر پہنچ
کر گھوڑے سے نیچے اترا' اور گھوڑے
کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا "شیر بہادر!
اب تم واپس جاؤ۔" گھوڑا ہرکولیس کا
سدھایا ہوا تھا۔ وہ ایک بار زور سے
ہنہنایا اور پلٹ کر اسی راستے پر دوڑنے
لگا جدھر سے آیا تھا۔ ہرکولیس جہاں
کہیں بھی اُسے چھوڑ کر واپس جانے
کی ہدایت کرتا تھا وہ سیدھا اپنے
اصطبل میں پہنچتا۔

ہرکولیس بغیر وقت ضائع کئے دریا کی
جانب بڑھا اور ایک چٹان سے پانی میں
چھلانگ لگائی۔ وہ پانی کو چیرتا ہوا دوسرے
کنارے کی طرف تیزی سے جانے لگا۔
وہ چاہتا تھا کہ رات کا اندھیرا پھیلنے
سے پہلے وہ ریاست "تائی رن" کے شہر

میں پہنچ جائے۔ دریا کا پانی اتنی روانی
سے بہہ رہا تھا کہ عام آدمی کا دریا
پار کرنا بہت مشکل تھا لیکن ہرکولیس اپنے
فولادی بازوؤں سے دریا کی تُند لہروں
کو پیچھے دھکیلتے ہوئے تیزی سے آگے
بڑھ رہا تھا۔ دریا کا پاٹ خاصا چوڑا تھا۔
ہرکولیس جیسے ہی دریا کے وسط میں پہنچا
ایک بہت بڑا اور خوفناک مگرمچھ اپنا
گز بھر کا منہ کھولے ہرکولیس کی طرف
جھپٹا۔ ہرکولیس شاید اس دریائی درندے
کی تیزی سے واقف تھا۔ اس لئے
اس پر نظر پڑتے ہی اس نے پانی
میں ایک گہرا غوطہ لگا دیا۔ مگرمچھ جو
پانی کا بہت خطرناک جانور ہے۔ وہ بھلا
شکار کو بچ کر نکل جانے کی کیسے مہلت
دیتا' اس نے بجلی کی سی تیزی کے
ساتھ اپنی دم کو گھمایا اور پھر اگلے
ہی لمحے اس کا کھلا ہوا منہ ہرکولیس
کو سالم نگل جانے کے لئے تیار تھا۔



کہ ہرکولیس نے ہاتھ میں پکڑے ہوتے ڈنڈے سے اس پر وار کیا۔ لیکن پانی کے اندر ہونے کی وجہ سے اس کا ڈنڈا مگرمچھ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ قریب تھا کہ مگرمچھ اُسے اپنی خوراک بنانے کے لئے اس کا سر چبا ڈالتا ہرکولیس اس سے بھی زیادہ پھُرتی کا مظاہرہ کرتے ہوتے نیچے سے پانی کی سطح پر آ گیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں کہ مگرمچھ نے بھی اسی وقت پانی سے سر نکالا اس کی تیزی حیران کُن تھی۔ لیکن ہرکولیس نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ڈنڈا پوری قوت سے اس خوفناک دریائی بلا کے سر پر مارا۔ اس کا وار کارگر ثابت ہوا اور مگرمچھ کی ایک آنکھ پھوٹ گئی مگرمچھ نے تکلیف اور غصّے سے ایسے بل کھایا کہ پانی میں طوفان سا آ گیا اس کے سنبھلنے سے پہلے ہرکولیس نے

ایک اور بھرپور وار کیا، ایسا معلوم
ہوا جیسے اس کا ڈنڈا کسی پتھریلی چٹان
پر پڑا ہو۔ مگرمچھ کا دوسری آنکھ کے
ساتھ سر بھی پھٹ گیا مگرمچھ کی ہلاکت
اور اپنی فتح پر ہرکولیس کے ہونٹوں
معمولی سی مسکراہٹ آئی اور پھر تیزی
سے تیرتا ہوا دوسرے کنارے کی طرف
جانے لگا۔ ہرکولیس ایک بہت اچھا
پیراک تھا اس لئے تھوڑی دیر میں ہی
وہ دریا کے اس پار جا اترا۔

چند کوس کا فاصلہ طے کرنے کے
بعد وہ آبادی میں جا پہنچا ابھی شام ہونے
میں کچھ دیر باقی تھی۔ جب وہ بازار
سے گزرا تو ہر آدمی اسے حیرت سے
دیکھنے لگا۔ ایک تو اس کا لباس
وہاں کے لوگوں سے مختلف تھا دوسرا
اس کا لمبا قد، مضبوط اور طاقتور جسم
ہاتھ میں ڈنڈا کندھے پر لٹکی ہوئی کمان
اور پیٹھ پر تیروں بھرا ترکش، ایک

شخص نے اسے روک کر پوچھ ہی لیا
کہ تم شاید کسی اور ریاست سے
آئے ہو۔

ہرکولیس نے اسے یہ نہیں بتایا کہ
وہ ریاست کریٹ کا شہزاد ہے بلکہ یہ
کہا "ہاں میں دوسری ریاست سے
یہاں محنت مزدوری کے سلسلے میں
آیا ہوں۔" وہ آدمی بڑی عمر کا تھا۔
اس نے کہا "نوجوان! تمہاری صحت
اور جوانی قابلِ رشک ہے تم یہاں
محنت مزدوری کرنے آتے ہو، تمہیں
تو کسی بادشاہ کی فوج میں ہونا چاہئے
تھا۔" بوڑھے نے ہرکولیس کو یہ بات
اس لئے کہی کیونکہ اس زمانے میں
بادشاہ اپنی فوج میں بڑے بڑے پہلوان
اور شہہ زور آدمی رکھتے تھے اور جس
بادشاہ کی فوج میں پہلوان زیادہ ہوتے
اُسے طاقتور سمجھا جاتا تھا۔

ہرکولیس نے بات بناتے ہوئے کہا

"میں ایک غریب آدمی ہوں بادشاہ تک میری رسائی کہاں" بوڑھے نے اُسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا "میرا ایک جاننے والا بادشاہ کے دربار میں خاص آدمی ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس سے ملا دیتا ہوں امید ہے کہ وہ تمہیں بادشاہ کے پاس ملازمت دلا دے گا۔" ہرکولیس اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا بولا "میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا"

وہ آدمی ہرکولیس کو اپنے گھر لایا کھانا کھلایا اور کہا آج کی رات وہ اس کے ہاں مہمان رہے صبح وہ اپنے دوست سے ملا دے گا۔ بوڑھے کا گھر خاصا بڑا تھا۔ لیکن گھر کی حالت کچھ اچھی نہ تھی۔ صفائی ستھرائی کا انتظام نہ تھا نہ ہی کوئی چیز سلیقے سے پڑی تھی بوڑھے کے سلوک نے ہرکولیس کو بہت متاثر کیا اس لئے وہ میزبان سے

پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ اس کے گھر والے کہاں ہیں۔ بوڑھے نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے "یہ ایک لمبی اور دُکھ بھری کہانی ہے نوجوان! تم اس کے متعلق نہ پوچھو تو اچھا ہے۔"

ہرکولیس جو ایک دردمند دل رکھتا تھا اور ہر وقت اس کوشش میں رہتا تھا کہ دُکھی لوگوں کے کام آتے اس نے بڑی ہمدردی سے کہا "ایسا لگتا ہے کہ آپ بہت دُکھی ہیں مجھے بتائیں شاید میں آپ کے کچھ دُکھ بانٹ سکوں۔" ہرکولیس کے منہ سے یہ محبت اور ہمدردی کے الفاظ سُن کر بوڑھے کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ وہ ہرکولیس کو لے کر ایک برآمدے کے بعد صحن سے ہوتا ہوا ایک کمرے کے سامنے آیا۔ جس پر قفل پڑا ہوا تھا۔ بوڑھے نے جیب سے چابی نکالی

اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا، دیکھا
سامنے ایک عورت بیٹھی ہے جس کے
ہاتھ پاؤں لوہے کی زنجیروں سے بندھے
ہوتے ہیں۔ اس کے بال بکھرے
ہوتے تھے اور آنکھوں سے وحشت ٹپک
رہی تھی۔ ایک ہی نظر میں پتہ چل
جاتا تھا کہ وہ پاگل ہے۔

بوڑھے کو دیکھتے ہی وہ اُٹھ کھڑی
ہوئی اور زور زور سے قہقہے لگانے لگی،
پھر ایک دم چپ ہو کر روتے ہوئے
بولی "تم میرے بیٹے کو نہیں لاتے
کہاں ہے میرا چاند، جلدی بتاؤ، جلدی
بتاؤ؟" پھر ہرکولیس کی طرف اشارہ
کر کے بولی یہ کون ہے۔ اس کے ساتھ
ہی اس نے اپنے بال نوچنے شروع
کر دیتے۔ بوڑھا ہرکولیس کو لے کر
کمرے باہر نکل آیا اور کمرے کا تالا
لگاتے ہوئے بولا "نوجوان یہ ہے میری
کہانی"

ہرکولیس یہ تو جان گیا کہ یہ عورت
اس بوڑھے کی بیوی ہے اور بیٹے کے
پاس نہ ہونے یا اس کے کھو جانے
نے اُسے پاگل کر دیا ہے۔ لیکن وہ یہ
جاننا چاہتا تھا کہ آخر ان کا بیٹا کہاں
گیا ہے پوچھنے پر بوڑھے نے کہا "نوجوان!
میں بھی تمہاری طرح اس ریاست میں اجنبی
ہوں، میں ریاست "تھریس" کا باشندہ
ہوں، وہاں کے ظالم بادشاہ نے جس کے
ہاں میں ملازم تھا اس کے مظالم کی
مخالفت کرنے کے جرم میں اس نے
مجھ پر اور میری بیوی بیٹے پر زندگی تنگ
کر دی اور ایک دن میرے جوان بیٹے
کو گرفتار کروا کر قید میں ڈال دیا، کچھ
دنوں کے بعد سُننے میں آیا اس مردود
نے میرے اکلوتے بیٹے "شاگال" کو موت
کے کنوئیں میں پھینکوا دیا ہے۔ میری بیوی
بیٹے کی موت کا صدمہ برداشت نہ کرتے
ہوتے پاگل ہو گئی۔ میرے لئے اب

وہاں کچھ نہیں تھا۔ اس لئے ایک
رات میں اپنی پاگل بیوی کو ساتھ لے
کر سب سے چھپتا ہوا یہاں "تاتی رن"
میں آ گیا۔ یہاں کے ایک مقامی
باشندے "کوشیلو" سے میری پرانی دوستی
تھی۔ یہ اسی کا مکان ہے جو اس
نے مجھے رہنے کے لئے دیا ہے۔ دن
کو قریب کے جنگل سے لکڑیاں کاٹنے
چلا جاتا ہوں۔ شام کو وہ لکڑیاں بیچ
کر اپنے اور پاگل بیوی کے لئے کھانے
پینے کا سامان لے آتا ہوں۔ اس کے
ساتھ ہی بوڑھا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر
سسکیاں لینے لگا۔

بوڑھے کی درد بھری داستان سن
کر ہرکولیس کو بہت دکھ ہوا۔ اس نے
بوڑھے کو تسلی دیتے ہوئے کہا "خدا کی
لاٹھی بے آواز ہے ظالم کو اس کے
کئے کی سزا ضرور ملتی ہے۔ لیکن آپ
نے بیوی کو زنجیروں سے باندھ کیوں رکھا

ہے؟" بوڑھا بولا "اسے کوئی ہوش نہیں،
ڈر ہے کہ کہیں چیختی چلاتی بازاروں میں
نہ نکل جاتے اور پھر ہمیں یہاں سے
نکال دیا جاتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
"تھریس" کے بادشاہ کے لوگ ہماری تلاش
میں ہوں اور ہمارے یہاں رہنے کا انہیں
معلوم ہو جاتے۔ میں جب بھی باہر
جاتا ہوں بھیس بدل کر جاتا ہوں۔"

اس طرح کچھ دیر دونوں میں باتیں
ہوتی رہیں۔ پھر دونوں سونے کے لیے چلے
گئے رات کو وقفے وقفے سے بوڑھے کی
پاگل بیوی کی چیخیں سنائی دیتی رہیں۔

صبح جب ہرکولیس بیدار ہوا تو بوڑھا
اس کے ناشتے کا انتظام کر چکا تھا۔
ہرکولیس اپنے جسم کو چست اور پھرتیلا
رکھنے کے لئے جاگنے کے بعد کچھ ورزشیں
کرتا تھا ورزشیں کرنے کے بعد اس
نے ناشتہ کیا، ناشتے کے دوران بوڑھے
نے اُسے بتایا کہ کچھ ہی دیر میں "کوشیلو"
یہاں پہنچنے والا ہے وہ تمہیں بادشاہ
کے پاس لے جائے گا۔ مجھے یقین ہے
تمہیں وہاں نوکری مل جائے گی۔ ہرکولیس
کی بہادری اور جرأت مندی کا شہرہ چاروں
طرف تھا۔ اور ایسے آدمی کو اپنی فوج

میں شامل کرنے کے لئے ہر بادشاہ آرزومند
تھا۔ اس لئے ہرکولیس بادشاہ کے دربار
میں خود پہنچ کر بہت اچھا عہدہ حاصل
کر سکتا تھا۔ لیکن اس طرح ہو سکتا تھا
کہ بادشاہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ
یہ یہاں کسی خطرناک ارادے سے آیا ہے
اس لئے ہرکولیس نے بوڑھے کا شکریہ ادا
کرتے ہوئے کہا "میں آپ کا حقیقی بیٹا تو
نہیں ہوں لیکن اس مہربانی کے بدلے
میں آپ کو بیٹے کی کمی محسوس نہیں
ہونے دوں گا۔ پھر بوڑھے سے پوچھتے ہوئے
بولا یہ "کوشیلو" وہی آدمی ہے جس کا آپ
رات کو ذکر کر رہے تھے کہ وہ آپ
کا پرانا دوست ہے اور اسی نے آپ کو
یہاں پناہ دی ہے۔

بوڑھا ایک گہرا سانس لے کر بولا ہاں
"کوشیلو" ایک بہت اچھا اور ہمدرد انسان
ہے۔ اسی وقت بوڑھے کی عمر کا ایک
صحت مند شخص وہاں آیا، اس کے لباس

سے ہرکولیس نے اندازہ لگا لیا کہ یہ کوشیلو ہے
اور بادشاہ کا کوئی خاص درباری ہے
بوڑھے نے ہرکولیس کا اس سے تعارف
کرواتے ہوئے کہا "کوشیلو! یہ وہی نوجوان
ہے جس کا میں صبح سویرے تم سے ذکر
کر کے آیا ہوں تم بادشاہ سلامت سے
اس کی نوکری کی سفارش ضرور کرنا۔ ہرکولیس
نے بوڑھے کی بات میں مزید وزن پیدا
کرنے کے لئے کہا "میں تیر اندازی میں
مہارت کے علاوہ کشتی کے بھی سب داؤ
پیچ جانتا ہوں۔" اس پر کوشیلو نے کہا
"ٹھیک ہے تم میرے ساتھ چلو میں
آج ہی بادشاہ سلامت سے بات کرتا
ہوں۔"

اچانک عمارت کے آخری کونے کے
کمرے سے بوڑھے کی پاگل بیوی کی چیخ
وپکار شروع ہو گئی۔ بوڑھے نے کہا "اب
آپ لوگ جائیں اس کے کھانے کا وقت
ہو گیا ہے۔ پھر ہرکولیس کو مخاطب کر

کے بولا "نوجوان! تم نے مجھے اپنا نام تو
بتایا نہیں۔" میرا نام ہرکولیس ہے اور میں
ساتھ کی ریاست کریٹ سے آیا ہوں بوڑھے
نے ہرکولیس کا نام سن کر اپنے آپ
سے کہا یہ نام تو میں نے شاید پہلے
سنا ہوا ہے۔ اس کی بیوی کی چیخ وپکار
تیز ہو گئی اور وہ الجھے ذہن کے ساتھ
وہاں سے چلا گیا۔

"کوشیلو" ہرکولیس کو دربار میں بغیر
روک ٹوک کے لئے چلا گیا۔ جس سے
معلوم ہوتا تھا کہ وہ بادشاہ کا کوئی بہت
ہی قریبی مصاحب ہے۔ ہرکولیس کے مضبوط
جسم اور لمبے قد کی وجہ سے دربار میں
ہر نظر اس پر گڑھی ہوتی تھی۔ اور چہ مگوئیاں
ہو رہی تھیں کہ اتنا خوبصورت نوجوان کون
ہو سکتا ہے

"کوشیلو" نے جھک کر جیسے ہی بادشاہ
کو آداب کیا بادشاہ نے اشتیاق بھرے
لہجے میں کہا "کوشیلو! یہ تمہارے ساتھ

نوجوان کون ہے ؟"
کوشیلو بولا "بادشاہ سلامت ! اس نوجوان
کا نام ہرکولیس ہے، ضرورت مند ہونے کی
وجہ سے آپ کے پاس رہ کر خدمت
کرنا چاہتا ہے۔

بادشاہ نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا
"ہرکولیس !! یہ نام تو ہم نے پہلے بھی
سنا ہوا ہے، ہرکولیس کی بہادری کے قصے
تو بہت مشہور ہیں۔

کوشیلو نے کہا "ہاں بادشاہ سلامت !
میں اس کی سفارش کرتا ہوں۔ ہمارے بہادر
جانبازوں میں یہ ایک بہترین اضافہ ہو گا"

اس زمانے میں جس بادشاہ کی فوج
میں زیادہ قوی اور طاقتور پہلوان اور لڑاکے
ہوتے تھے اس کو مضبوط اور طاقتور سمجھا
جاتا تھا۔ اس لئے بادشاہ نے فوراً ہرکولیس
کو اپنے سپاہیوں میں شامل کرنے کی
حمایت کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس
نے کہا "ہم سنی سنائی بات پر کیسے

یقین کریں۔ ہرکولیس کو ہماری فوج میں شامل
ہونے کے لئے امتحان دینا ہو گا"

ہرکولیس پہلی مرتبہ بولا "بادشاہ سلامت !
میں ہر امتحان کے لئے تیار ہوں کیونکہ
آپ کی خدمت میرے لئے بہت بڑا
اعزاز ہو گا۔

دربار میں داتیں باتیں بیٹھے ہوتے
کئی دیو ہیکل پہلوان ہرکولیس کی اس بات
پر طنزیہ ہنسی ہنسنے لگے۔ اور اسے اس طرح
دیکھنے لگے جیسے کچا ہی چبا جانا چاہتے ہوں
ان دیو ہیکل پہلوانوں کو اپنے لمبے چوڑے ڈیل
ڈول اور تجربے پر بہت گھمنڈ تھا۔

بادشاہ کے پہلو میں بیٹھے ہوتے وزیراعظم
"زنگال" نے کہا "ہرکولیس ! تو پھر امتحان
کے لئے تیار ہو جاؤ، تم ہمارے ایک
پہلوان سے مقابلہ کرو گے اگر تم نے
اُسے شکست دے دی تو ہم تمہیں
ملازمت ضرور دیں گے۔ اس کے ساتھ
ایک پہلوان چنگھاڑتا ہوا اپنی جگہ سے کھڑا

ہو گیا۔ ایک نظر میں وہ گوشت کا
پہاڑ نظر آتا تھا اور صورت ایسی ڈراؤنی
کہ دیکھ کر ہیبت آتی تھی۔

وزیر اعظم "زنگال" کی بات پر ہرکولیس
نے کہا وزیر اعظم! ایک پہلوان کے ساتھ
مقابلہ کرنے کا کہہ کر آپ نے میری
بہادری کی توہین کی ہے۔ آپ کے پاس
جتنے پہلوان ہیں انہیں ایک ہی وقت
میں بھیج دیجئے میں ان سے مقابلہ کروں
گا۔

ہرکولیس کی یہ بات وزیر اعظم کو پسند
نہ آئی اس نے غصّے سے کہا
نوجوان! تمہیں اپنی بہادری پر اتنا غرور
ہے۔ حالانکہ میرا اندازہ ہے کہ تم تجربہ کار
ہاتھوں کے سامنے چند لمحے بھی نہیں
ٹھہر سکتے۔

ہرکولیس ہنستے ہوئے بولا۔ "یہی دعویٰ
میرا بھی ہے۔ میں اپنے سامنے آنے
والی پتھر کی چٹانوں کو مٹی کا ڈھیر بنا

دیتا ہوں۔

وزیر اعظم ہرکولیس کی بے باکی پر تلملا
سا گیا۔ بادشاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے
کہا "جوان! ایسا لگتا ہے کہ تم زندگی
سے بیزار ہو چکے ہو۔ خیر ہم تمہاری خواہش
پوری کئے دیتے ہیں۔" اور پھر بادشاہ
کے اشارے پر چار پہلوان مست ہاتھیوں
کی طرح جھومتے ہوئے ہرکولیس کی طرف
بڑھنے لگے۔ ان کے حلق سے خونخوار درندوں
کی سی آوازیں نکل رہی تھیں۔ دربار میں
بیٹھا ہوا ہر شخص یہ سوچ رہا تھا کہ
فولادی قوت رکھنے والے ہمارے پہلوان
ہرکولیس کا کچومر نکال دیں گے۔

ہرکولیس اچھل کر ان کے مقابلے میں
آ گیا۔ پہلوانوں نے طاقت کے زعم میں
ہتھیار اتار پھینکے تھے۔ ایک پہلوان اپنے
بازو پھیلاتے ہوئے اس طرح آگے آیا
کہ وہ ہرکولیس کی گردن مروڑ کر اسے ختم
کر دے گا۔ ہرکولیس فوراً اپنی جگہ سے

ہٹا اور پھر پلک جھپکنے میں پہلوان کے پہلو میں ایک ایسی زبردست لات رسید کی کہ وہ پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ یہ دیکھ کر ایک اور پہلوان کسی جنگلی بھینسے کی طرح ڈکارتا ہوا ہرکولیس پر جھپٹا۔ لیکن اگلے ہی لمحے لوگوں نے دیکھا کہ ہرکولیس نے اُسے اپنے بازوؤں پر اٹھا کر باقی دو پہلوانوں پر اچھال دیا۔ یہ دیکھ کر دربار میں ہرکولیس کی بہادری پر دادِ تحسین کا ایک نعرہ بلند ہوا۔ ادھر پہلا پہلوان اُٹھ کھڑا ہوا اور چاروں پہلوانوں نے اپنے ہتھیار بھی سنبھال لئے۔ وہ اپنی بے عزتی پہ غصّے سے پاگل ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے نتھنے پھول اور پچک رہے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ایک ہی وار میں ہرکولیس کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔

بادشاہ ہرکولیس کی چستی اور ہمّت کو دیکھ کر دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ کوشیلو نے ہرکولیس کو لاکر بڑی دانشمندی کا



ثبوت دیا ہے۔ اب میری فوجی طاقت
اتنی بڑھ جاتے گی کہ کسی کو "تاتی رن"
کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت
نہ ہو گی۔ وزیر اعظم "زنگال" نے جب
اپنے شہ زوروں کو اس طرح ہرکولیس
کے ہاتھوں زک اٹھاتے دیکھا تو وہ غصے
سے بل کھا کر رہ گیا۔ اس نے اپنے
پہلوانوں کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے
کہا "تاتی رن" کے بہادرو! کیا دوسرے
علاقے سے آنے والے اس آدمی کو
بھی تم قابو نہیں کر سکتے۔ وزیراعظم کے
ان الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور
چاروں پہلوان تلواریں لہراتے ہوتے شیروں
کی طرح یکبارگی ہرکولیس پر حملہ آور ہوتے
قیاس تھا کہ ہرکولیس دوسرا سانس نہیں
لے سکے گا۔ اور پھر اگلے ہی لمحے سب
ششدر رہ گئے
ہرکولیس پلک جھپکنے میں اپنی جگہ سے
اچھل کر دور جا کھڑا ہوا اور ان کے وار

سے بچتے ہوتے اس نے ایک پہلوان
کی کنپٹی پر ایسا گھونسا رسید کیا کہ وہ چکرا کر
گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور دوسرا پہلوان
اپنے ہی ساتھی کی تلوار سے شدید زخمی
ہو گیا۔ اب ہرکولیس کے لئے مقابلہ
پہلے سے زیادہ آسان تھا اس نے باقی دو پہلوانوں
کو سنبھلنے نہ دیا اور اپنے فولادی مکوں
سے تھوڑی دیر میں ان کا حلیہ بگاڑ دیا
تمام پہلوان نیم مردہ زمین پر گرے
ہوتے تھے۔ ہرکولیس نے اپنے بازوؤں
کو پھیلا کر جوش بھری آواز میں کہا
ہرکولیس کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔
بادشاہ نے تالی بجاتے ہوتے کہا
"ہرکولیس! تم واقعی بہادر ہو، آج سے تم
اس ریاست کے شہ زوروں میں شامل
کر لئے گئے ہو، اور کوشیلو کے لئے بھی
ہم انعام کا اعلان کرتے ہیں جو تم جیسے
دلاور کو ہمارے پاس لایا ہے۔
سارے درباریوں نے بادشاہ کے فیصلے

پر خوشی کا اظہار کیا، لیکن وزیراعظم زنگال
ہرکولیس کو کینہ توز نظروں سے دیکھ
رہا ہے۔ بادشاہ نے کوشیلو سے کہا کہ
ہرکولیس کو لے جاکر ہماری ریاست کے
شہ زوروں کا لباس دیا جائے۔

ہرکولیس کو ریاست "تائی رن" میں رہتے
ہوتے کافی دن گزر گئے۔ ابتداء میں اس
کی بادشاہ سے ایک دو دفعہ ملاقات ہوئی
لیکن بعد میں کوئی بھی حکم "کوشیلو" یا
کسی اور آدمی کے ذریعے اس تک پہنچتا
تھا۔ اس پر محل کے اندر آنے کی سخت
پابندی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تائی رن
کا بادشاہ بہت ڈرپوک اور بزدل انسان
تھا۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق جو
شخص زیادہ طاقت ور اور بہادر ہوتا وہی
بادشاہ بنتا تھا اس لئے بادشاہ کو خوف
تھا کہ کہیں ہرکولیس اُسے مقابلے میں



شکست دے کر خود تاتی رن کا حاکم نہ بن بیٹھے۔

ایک دن بادشاہ نے اپنے سب سے زیادہ بااعتبار شخص وزیراعظم زنگال سے مشورہ کرتے ہوئے کہا میں نے ہرکولیس کی جرأت اور طاقت کو دیکھ کر اُسے اپنے پاس نوکری تو دے دی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دن وہ میرے لئے مصیبت نہ بن جائے۔ وزیراعظم نے بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا "بادشاہ سلامت! مجھے تو پہلے ہی دن یہ بات کھٹکی تھی۔ لیکن آپ کے فیصلے اور پسند کو میں رد نہ کر سکا کیونکہ اس میں آپ کی ناراضگی کا اندیشہ تھا۔ ایک تدبیر میرے ذہن میں آتی ہے اگر اس پر عمل کر لیا جائے تو ہم ہرکولیس سے جان چھڑا سکتے ہیں۔

بادشاہ بولا "زنگال! جلدی بتاؤ کیا تدبیر ہے میری تو راتوں کی نیند حرام ہو گئی ہے۔"

وزیراعظم راز دارانہ انداز میں بولا "ہرکولیس
کو کسی ایسے مشکل کام یا مہم پر بھیج دیا
جاتے جہاں سے یہ زندہ لوٹ کر نہ آ سکے
اور اگر واپس آ بھی جائے تو اس کے
سپرد کوئی اور کام کر دیا جاتے اس طرح
طاقت کے زعم میں وہ اپنی موت آپ
مر جائے گا۔"

بادشاہ کو وزیراعظم کی تجویز بہت پسند
آئی۔ اس نے اسی وقت ہرکولیس کو ایک
دور دراز اور خطرناک علاقے میں بھیج دیا۔
اور کہا اگر وہ اس مہم سے کامیاب
لوٹا تو اسے انعام واکرام سے مالا مال کر
دیا جائے گا۔

اس طرح ہرکولیس کئی ایک مہموں پر گیا
اپنی عقلمندی اور طاقت کے بل بوتے پر
یہ اس نے ہمیشہ کامیابی حاصل کی سارے
تانی رن میں اس کی بہادری کا شہرہ
تھا۔ ہرکولیس کے ہر نئے کارنامے پر بادشاہ
کا اس کی طرف سے اندیشہ اور خوف

اور بڑھتا جا رہا تھا۔

ہرکولیس کے مزاج میں یہ شامل تھا کہ وہ
ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہنا
چاہتا تھا، اس لئے ایک دن جب کہ
موسم بہت خوشگوار تھا۔ وہ دربان کے
روکنے کے باوجود بادشاہ کے دربار میں
پہنچ گیا۔ بادشاہ اسے دیکھ کر گھبرا گیا
کہ یہ سپاہیوں کا گھیرا توڑ کر یہاں کسی
غلط ارادے سے تو نہیں آیا، اس نے
شاہانہ رعب سے کہا "ہرکولیس! تم یہاں
دربار میں کس لئے آتے ہو؟" اس
وقت بادشاہ کے پہلو میں اس کی خوبصورت
بیٹی شہزادی "جولین" بھی بیٹھی ہوئی تھی ہرکولیس
نے کہا "بادشاہ سلامت! فارغ بیٹھے بیٹھے
کافی دن ہو گئے ہیں مجھے کوئی کام بتایا
جاتے شہزادی جولین جس نے ہرکولیس کی
بہادری اور جرأت کے کئی قصے سن رکھے
تھے اس نے بادشاہ سے کہا "ابو جانی!
آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں گھڑ سواری کا

کتنا شوق ہے۔"

بادشاہ بولا "ہاں شہزادی جولین! اس لئے ہم نے تمہارے لئے اعلیٰ ترین نسل کے کئی گھوڑے دنیا کے دُور دراز ملکوں سے منگواتے ہیں اور تجربہ کار سائیس ان کی دن رات دیکھ بھال کرتے ہیں۔

شہزادی بولی "ابو جانی! ہم نے سُنا ہے کہ دنیا میں چار گھوڑے ایسے ہیں جن کا رنگ بالکل سبز ہے۔ اور وہ جب دوڑتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ دوڑ نہیں رہے بلکہ تیر رہے ہیں۔ خوبصورت ایسے کہ کوئی انہیں دیکھ لے، تو دیکھتا ہی رہ جائے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم وہ گھوڑے حاصل کریں اور جب ہم ان پر سواری کریں گی تو ایسا معلوم ہو گا کہ جیسے پریوں کی شہزادی پرستان سے دنیا کی سیر کرنے کے لئے آ گئی ہو۔

بادشاہ نے بڑے پیار سے کہا "شہزادی! ہم نے کبھی تمہاری خواہش کو رد نہیں کیا

ان گھوڑوں کے متعلق ہم نے بھی سُنا ہے۔ لیکن ان کا حاصل کرنا مشکل تو کیا ناممکن ہے اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ وہ گھوڑے اپنی پیٹھ پر کسی کو ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتے تو تم ان پر سواری کیسے کرو گی۔

شہزادی نے ہرکولیس کی طرف اشارہ کرتے ہوتے کہا "ابو جانی! میرا خیال ہے کہ یہ نوجوان ہرکولیس وہ سبز گھوڑے لا سکتا ہے۔ میں نے اس کی دلیری اور بہادری کی بہت شہرت سُنی ہے۔ بادشاہ جو ہرکولیس کے دربار میں چلے آنے سے خوفزدہ تھا اور چاہتا تھا کہ جلد از جلد اس کی نظروں سے دُور ہو جائے۔ شہزادی کی خواہش نے ہرکولیس کے یہاں سے نکالنے کی بادشاہ کو ایک راہ دکھائی تھی۔

اس نے شہزادی سے کہا "شہزادی! تم ٹھیک کہتی ہو" پھر ہرکولیس کو مخاطب کر کے بولا "ہرکولیس! تم یہاں اس لئے

آتے ہو کہ تمہارے سپرد کوئی ایسا کام
کیا جاتے جو تمہاری جوانمردی کے لائق
ہو تو پھر آج ہی ہماری بیٹی شہزادی
"جولین" کے لئے سبز گھوڑے لانے کے
لئے روانہ ہو جاؤ راستے کے خرچ کے
لئے تمہیں جتنی رقم کی ضرورت ہو خزانچی
سے لے لو۔ ہمیں اپنی بیٹی سے بہت پیار
ہے اگر تم گھوڑے لے آتے تو ہم تمہیں
انعام و اکرام سے مالا مال کر دیں گے۔
ہرکولیس یہ کہتا ہوا وہاں سے روانہ
ہو گیا کہ پہلے کی طرح اس بار بھی
میں ضرور کامیاب لوٹوں گا
شہزادی محل میں چلی گئی، بادشاہ نے
ایک گہرا سانس لیا اور وزیر اعظم کو
مخاطب کر کے کہا "زنگال! ہم تو ڈر
ہی گئے تھے۔" وزیراعظم نے خوشامدانہ انداز
میں کہا "بادشاہ سلامت! اس بار آپ
نے ہرکولیس کے ذمہ ایسا کام لگایا ہے
کہ انجانی منزل پر بھٹکتے بھٹکتے اپنی جان

سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔" بادشاہ نے قہقہہ
لگاتے ہوتے کہا "اب ہم ضرور اس
مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔
ہرکولیس نے جب سے بادشاہ کے ہاں
ملازمت اختیار کی تھی وہ اکثر اس بوڑھے
کے پاس بھی جاتا رہا جس نے اسے
"کوشیلو" کے ذریعے بادشاہ کے دربار
میں پہنچنے کا موقع دلوایا تھا۔ اس لحاظ
سے وہ بوڑھے کو اپنا محسن سمجھتا تھا۔ ہرکولیس
جو ہر دکھی انسان کی مدد کرنا اپنا فرض
سمجھتا تھا۔ بوڑھے کے لئے اس کے دل
میں بہت زیادہ ہمدردی تھی۔
ہرکولیس کے اکثر وہاں آنے جانے سے
بوڑھے کی پاگل بیوی اسے اپنا جوان بیٹا
سمجھنے لگی اس طرح اس کے پاگل پن
میں کچھ کمی آ گئی۔ ہمیشہ کی طرح اپنے
نئے سفر پر روانگی سے پہلے آج بھی وہ
اس بوڑھے کے پاس گیا اور کہا میں
ایک لمبے سفر پر جا رہا ہوں جلد ہی لوٹ

آؤں گا آپ میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔

بوڑھے نے ہرکولیس کی طرف شفقت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "آسمان والا تمہیں کامیابی دے۔ تمہاری ہمدردی اور مہربانیوں سے نہ صرف میری بیوی ٹھیک ہو رہی ہے بلکہ مجھے بھی جو زندگی کے دن باقی ہیں، جینے کا حوصلہ ملا ہے اور تم نے حقیقی بیٹے کی طرح ہماری خدمت کر کے بیٹے کے غم کو بھلا دیا ہے۔" اس پر ہرکولیس نے کہا "میں نے آپ کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جس دن آپ کے دشمن سے آپ کے جوان بیٹے کے قتل کا بدلہ لوں گا اس دن میں سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے احسان کا حق ادا کیا ہے۔"

بوڑھے نے ہرکولیس سے پوچھتے ہوئے کہا اس بار کس مہم پر اور کون سے ملک میں جا رہے ہو؟ ہرکولیس بولا "انجانی منزل ہے، دنیا میں کسی کے پاس بہت اعلیٰ

نسل کے چار سبز گھوڑے ہیں۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی جولین کی خواہش پر وہ لانے کے لئے کہا ہے۔

بوڑھے نے خوفزدہ انداز میں کہا "نہیں بیٹے! نہیں، تم اس مہم پر مت جاؤ۔"

ہرکولیس نے حیرانی سے پوچھا "خیر تو ہے آپ مجھے اس مہم پر جانے سے کیوں روکنا چاہتے ہیں؟"

بوڑھا بولا "جن گھوڑوں کا تم نے ذکر کیا ہے وہ صرف "ڈی اوڈس" کے پاس ہیں جو کہ بہت خطرناک اور ظالم انسان ہے۔

ہرکولیس نے دل میں کہا جس کو میں انجانی منزل کہہ رہا ہوں اس کا سراغ تو یہیں سے مل رہا ہے اس نے پوچھا یہ "ڈی اوڈس" کون ہے کیا آپ اسے جانتے ہیں؟ آپ کی رہنمائی سے میں اس تک پہنچ جاؤں گا۔

بوڑھے نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا "ہرکولیس! یہ جلاد اور درندہ صفت

انسان وہی ہے جس نے میرے جوان
بیٹے کو موت کے گھاٹ اتروایا ہے یعنی
ریاست تھریس کا ظالم بادشاہ" اس کے
ساتھ ہی بوڑھے کی آنکھوں سے آنسو
گرنے لگے۔

ہرکولیس نے بوڑھے کو تسلی دیتے ہوئے
کہا "یہ تو بہت اچھا ہوا میرا سامنا "ڈی اوڈمیس"
سے ہونے والا ہے جس نے آپ کے
بیٹے شاگاں کو موت کی نیند سلایا۔ میں اس
سے سبز گھوڑے حاصل کر کے اس کے
غرور اور تکبر کو اس طرح خاک میں ملاؤں
گا کہ اس کی آنے والی نسلیں تک کسی
پر ظلم کرنا بھول جائیں گی۔

بوڑھے نے ہرکولیس کو سمجھاتے ہوئے
کہا "ہرکولیس! تم نہیں جانتے کہ وہ کتنا
عیار اور مکار انسان ہے اور پھر اس
کی فوج میں ایسے ایسے طاقتور اور زبردست
پہلوان ہیں کہ پلک جھپکنے میں ہاتھی کو
بھی چت کر دیں۔

ہرکولیس بولا "مجھے اپنے بازوؤں پر پورا
بھروسہ ہے آپ نے منزل کا پتہ بتا کر میرے لئے
بہت آسانی پیدا کر دی ہے آپ دیکھیں
گے کہ میں آپ کے بیٹے کا بدلہ چکا
کر ہی آؤں گا۔" اس وقت بوڑھے
کی بیوی سو رہی تھی ورنہ ہو سکتا تھا
وہ بھی ہرکولیس کو روکنے کی کوشش کرتی
ہرکولیس سفر پر روانگی کے لئے انہی قدموں
واپس لوٹا۔

ہرکولیس نے اپنے سفر کا آغاز سورج
کے نکلنے سے پہلے ہی کیا۔ بادشاہ کے
کئی آدمی اس کے ہمراہ تھے۔ ہرکولیس
کو اس کام کے لئے اس لئے بھیجا جا
رہا تھا کہ عجیب وغریب سبز گھوڑے لانا
ایک بہت بڑا مرحلہ تھا ورنہ وہ ریاست
تھریس میں کسی دشمنی یا وہاں کے بادشاہ
سے جنگ کرنے کے لئے نہیں جا رہا
تھا۔ البتہ بوڑھے کی سنائی ہوئی داستان
نے ہرکولیس کے دل میں "ڈی او میڈس"
کے لئے نفرت بھر دی تھی۔
"تانی رن" کے بادشاہ نے اپنی بیٹی

کے شوق اور خواہش کو پورا کرنے کے لئے
سونے چاندی کے سکوں سے بھرے ہوئے
کئی صندوق ہرکولیس کے ساتھ کر دیئے
کہ جس قیمت پر بھی ہو سبز گھوڑے
حاصل کئے جائیں۔ اور شاید دوسرا مقصد
یہ بھی تھا کہ تھریس کا بادشاہ بہت خطرناک
انسان ہے وہ ہرکولیس کو زندہ واپس نہیں
آنے دے گا اس طرح ہرکولیس سے ہمیشہ
کے لئے چھٹکارا حاصل ہو جاتے گا۔
ہرکولیس اور اس کے ہمراہی کئی روز
تک گھوڑے اور خچروں پر مسلسل سفر
کرتے رہے۔ جہاں رات پڑتی آرام کر
لیتے اور صبح منزل کی طرف روانہ ہو
جاتے۔ ہرکولیس کے پاس جو گھوڑا تھا
وہ تمام گھوڑوں کے مقابلے میں زیادہ
صحت مند اور مضبوط تھا لیکن پھر بھی
جلد ہی ہانپنے لگتا۔ اس طرح ہرکولیس
میلوں پیدل چل کر آگے بڑھ رہا تھا۔
ساتویں روز شام کے وقت یہ لوگ

سمندر کے کنارے پہنچ گئے اب یہاں سے
آگے انہیں بحری سفر کرنا تھا۔ سمندر کی
بپھری ہوئی لہریں اس طرح تیزی کے
ساتھ ساحل سے ٹکرا رہی تھیں جیسے
کوئی جنگلی درندہ اپنے دشمن پر جھپٹتا ہے۔
ہرکولیس نے چلتے وقت اپنے بوڑھے محسن
سے تھریس پہنچنے کے لئے راستے کے متعلق
پوری معلومات حاصل کی تھیں۔ اس لئے
سات دن کے اس سفر میں وہ کسی مشکل
کا سامنا کئے بغیر یہاں تک پہنچ گئے۔
ساحل کے قریب ہی ہرکولیس نے
ڈیرے ڈال دیئے تاکہ رات کو یہاں آرام
کرنے کے بعد صبح تازہ دم ہو کر آگے
بڑھا جائے۔ کھانے پینے سے فارغ ہو کر
سب لوگ کمر سیدھی کرنے کے لئے
جیسے ہی لیٹے تھکے ہوتے تو تھے ہی جلد
ہی نیند کی وادی میں پہنچ گئے۔ چاند کی
چودھویں رات تھی۔ چاند پانی کے اوپر
پہنچا تو سمندر میں ایک تلاطم برپا ہو گیا



پانی کئی گز اوپر اچھل کر گرنے لگا۔
ایسا لگتا تھا۔ جیسے نیلا پانی چاند کو پکڑنے
کی کوشش کر رہا ہو۔ پانی گرنے سے
ایسا شور تھا کہ کان پڑی آواز نہیں
سنائی دیتی تھی۔ لیکن وہ سب بے خبر
سو رہے تھے۔ سمندر میں ہر مہینے چاند
کی چودھویں کو پانی اسی طرح بے چین اور
پُرشور ہو جاتا ہے جسے جوار بھاٹا کہتے
ہیں، ہرکولیس نے دیکھا چار بہت ہی خوبصورت
سبز گھوڑے جن کا رنگ چاند کی چاندنی
میں سونے کی طرح چمک رہا ہے، انہیں
حاصل کرنے کے لئے بیسیوں بہادر اور دلیر
جوان آپس میں مقابلہ کر رہے۔ اور ہرکولیس
ان سب کو شکست دے کر عجیب وغریب
گھوڑے حاصل کر لیتا ہے

آدھی رات کا وقت تھا اچانک ہرکولیس
کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے پانی
کے شور میں کسی اور آواز کو محسوس
کیا تھا۔ صاف شفاف چاندنی کی وجہ

سے ہر چیز واضح طور پر نظر آ رہی
تھی۔ جیسے ہی اس کی نظر باتیں جانب
کچھ فاصلے پر پڑی وہ تیر کمان لے کر
تیزی سے اس طرف جھپٹا۔ ایک عجیب
و غریب سمندری بلا جس کا سر اور
جبڑے مگرمچھ کی طرح تھے پاؤں کیکڑے
کی مانند، اور اس کی سانپ کی طرح
بل کھاتی دم، ہرکولیس کا ایک آدمی جکڑا
ہوا مدد کے لئے چلا رہا تھا۔

کوئی اور موقع ہوتا تو شاید ہرکولیس
اس انوکھی بلا سے خالی ہاتھ مقابلہ کرتا
لیکن بلا تیزی سے سمندر کی طرف
جا رہی تھی۔ اس لئے اگر وہ پانی
میں پہنچ جاتی تو پھر اس کی گرفت
میں آئے ہوئے آدمی کی جان بچانا
مشکل تو کیا ناممکن تھا۔ اس لئے ہرکولیس
نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر کمان
میں تیر چڑھایا اور نشانہ باندھ کر جیسے
ہی چھوڑا تیر بلا کی ایک آنکھ کو چھیلاتا

ہوا نکل گیا۔ بلا کسی بھینسے کی طرح زور سے
ڈکاری اور پانی کی طرف بڑھنے کی اس
میں تیزی آ گئی۔ ہرکولیس نے فوراً ایک
اور تیر چھوڑا جو بلا کے سر میں پیوست
ہو گیا۔ بلا کے لمبے چوڑے ڈیل ڈول
کی وجہ سے دو تیر اس کا کچھ نہیں
بگاڑ سکتے تھے لیکن ان تیروں کی نوکوں
پر ایک خطرناک زہر لگا ہوا تھا جس
کی وجہ سے بلا چکرائی اور پانی تک
پہنچنے سے پہلے ڈھیر ہو گئی۔ بلا کے
مرتے ہی اس کی دم کی گرفت ڈھیلی
ہو گئی اور وہ آدمی اس سے نکل کر
ہانپتا کانپتا ہرکولیس کے پاس آیا اور
اس کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ وہ دراصل
چاندنی سے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے
پڑاؤ سے اٹھ کر دُور چلا گیا تھا کہ
اچانک اس بلا نے اس پر حملہ کر دیا۔
بلا کی گرفت میں آنے والے آدمی
کی چیخ پکار سے باقی لوگ بھی جاگ

گئے تھے۔ انھوں نے ہرکولیس کی پھرتی اور
دلیری کی بہت تعریف کی۔ ہرکولیس نے
تمام آدمیوں سے کہا باقی رات جاگ
کر گزاری جائے ہو سکتا ہے سوتے میں
کوئی اور سمندری جانور ان پر حملہ آور
نہ ہو جاتے۔ رات کا آخری حصّہ ہرکولیس
نے سمندر کی تیز لہروں کا نظارہ کرنے
اور یہ سوچنے میں گزار دیا کہ جب وہ
"ڈی او مڈس" کے سامنے جاتے گا تو یہ
کیسے برداشت کر سکے گا کہ ایک ایسا
ظالم شخص جو دوسروں کی زندگی سے کھیلتا ہے
اُسے مزید دوسروں پر ظلم کرنے کے لئے
چھوڑ دوں۔ پھر یہ سوچ کر ذہن کو جھٹک
دیا۔ کہ ظالم کو ایک دن اس کے
کئے کی سزا ضرور ملتی ہے۔ عجیب وغریب
سبز گھوڑوں کے دیکھنے کا اُسے بھی بے حد
اشتیاق اس لئے وہ جلد از جلد ریاست
تھریس پہنچنا چاہتا تھا۔ ادھر دوسرے لوگوں
نے ہرکولیس کی دلیری اور بہادری کے

قصّے ایک دوسرے کو سُنا کر صبح کر دی۔
سمندر کا کنارہ ہونے کی وجہ سے موسم خاصا خوشگوار تھا۔ جب سورج کافی اُوپر چڑھا آیا تو وہ ایک بحری جہاز پر سوار ہو کر شمال کی طرف روانہ ہوتے بوڑھے نے ہرکولیس کو بتایا تھا کہ یہاں سے پانچ دن کے سفر پر ریاست تھریس کا علاقہ ہے دو روز تک سفر بہت پرسکون گزرا تیسرے روز ہرکولیس جہاز کے عرشے پر کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اُسے اپنے وطن سے آتے ہوتے کئی مہینے گزر چکے ہیں نجانے میری ماں اور بھائی کیسے ہوں گے۔ اسی رات ہرکولیس نے خواب میں دیکھا اس کی ماں "ملکہ ہیرا" اس سے کہہ رہی ہے۔ "میرے بیٹے! سچ کی راہ سے کبھی نہ ہٹنا۔ آسمانوں کے مالک نے تمہیں فولادی بازو دیتے ہیں اور تمہیں قوی بنایا ہے۔ اس لئے جب کسی کو مصیبت میں دیکھو اس کی مدد کرنا تمہارا فرض ہے۔

دوسری صبح جب ہرکولیس بیدار ہوا تو آسمان پر کالی کالی بدلیاں تیر رہی تھیں سمندر پر اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں موسم کے بدلتے دیر نہیں لگتی، ابھی سورج چمک رہا تھا تو تھوڑی دیر میں چھم چھم بارش ہونے لگی۔
مغرب کی طرف سے اٹھنے والی ان بدلیوں کو ہرکولیس تشویش کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر میں تیز ہوا چلنے لگی۔ ہرکولیس کے اندازے کے مطابق طوفان آنے والا تھا۔ اور جب تیز ہوا کے جھونکوں نے جھکڑوں کی شکل اختیار کر لی تو اس کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ آسمان سیاہ بادلوں سے اس طرح پٹ گیا کہ دن کے وقت شام کا گمان ہوتا تھا۔ بوندا باندی شروع ہوتے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اور ساتھ ہی ہوا کے خوفناک جھکڑوں کی وجہ سے جہاز پانی پر



اس طرح ہچکولے لینے لگا، جیسے درخت سے گرنے والا سوکھا پتا ہوا میں تیر رہا ہو۔

جہاز میں سوار ہر شخص پریشان نظر آتا تھا۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا۔ طوفان میں شدت آتی جا رہی تھی۔ سمندر کی خوفناک لہریں جہاز کو کبھی دائیں پٹخ دیتیں اور کبھی بائیں۔ ہر لمحہ یہ لگ رہا تھا کہ جہاز اب ڈوبا کہ تب سب کو اپنی موت آنکھوں کے سامنے ناچتی نظر آ رہی تھی۔

طوفان کو روکنا یا ان پر قابو پانا انسان کے بس کی بات نہیں۔ لیکن جب جان پر بنی ہو تو اپنی زندگی بچانے کے لئے انسان ہر تدبیر اور کوشش کر گزرتا ہے ہرکولیس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور پھر جہاز کے مستول کو اپنے بازوؤں میں مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ہوا کے تیز تھپیڑوں کی وجہ سے جہاز کے الٹ جانے کا جو خطرہ تھا۔ اب اس کے ہچکولوں میں کمی آ گئی۔ سب لوگ ہرکولیس کو داد و تحسین

کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ لیکن ابھی جہاز
لہروں کے رحم وکرم پر تھا۔ چاروں طرف
گھُپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور یہ اندازہ
کرنا مشکل تھا کہ جہاز صحیح سمت پر
جا رہا ہے یا نہیں۔

خدا خدا کرکے طوفان کی شدت میں کمی
آئی، بارش تھم گئی۔ اور جیسے ہی آسمان
سے بادل ہٹا سب کا خدشہ درست ثابت
ہوا سورج مغرب کی طرف ڈوب رہا تھا۔
جس سے انہیں معلوم ہوا کہ ان کا جہاز
مخالف سمت پر جا رہا ہے۔ ایک پریشانی
سے انہیں نجات ملی تھی اور اب منزل
سے بھٹک جانے کی دوسری پریشانی نے
انہیں آ گھیرا تھا۔ ہرکولیس نے دُور درختوں
کے جھنڈ دیکھے اس نے کہا میرا خیال ہے
کہ سامنے کوئی جزیرہ ہے آج رات اسی
جزیرے میں گزار لی جاتے۔ شام ہونے
والی ہے ہو سکتا ہے کہ رات کا اندھیرا
ہمیں منزل سے مزید دُور لے جاتے۔ سب

نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور
جہاز کو جزیرے کے ساحل پر لے آئے
جزیرے میں حد نظر تک ہرے بھرے
اور پھل دار درخت تھے۔ اور درختوں
کے درمیان صاف شفاف پانی بل کھاتا ہوا
بہہ رہا تھا۔ ہرکولیس کا خیال تھا کہ شاید
یہاں کوئی آبادی ہو۔ لیکن دور جاکر دیکھنے
کے بعد پتہ چلا کہ ایک ویران جزیرہ ہے
یہاں پہنچ کر کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم
ناحق رُکے ہیں آسمان صاف ہونے کے بعد
منزل کی سمت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں
تھا۔ اس طرح ہم پوری رات کے سفر
سے اپنے ٹھکانوں کے قریب پہنچ جاتے
ہرکولیس جو خود سبز گھوڑوں کے دیکھنے
اور انہیں حاصل کرنے کے لئے بے چین
تھا۔ اس نے اپنے تجربے کی بنیاد پر
یہاں رکنے کا مشورہ دیا تھا کہ اگر اندھیرے
میں غلط راستے پر چلے گئے تو پھر
مہینوں سمندر میں اصل راستہ ڈھونڈنے

میں لگ جائیں گے۔

جہاز ران جو اندھیری راتوں میں ستاروں
کے ذریعے صحیح سمت اور رُخ کا تعین
کر لیتے ہیں انہوں نے بھی ہرکولیس کی
تجویز کو اسی لئے پسند کیا تھا کہ کچھ
دیر پہلے کے خوفناک طوفان نے نہ صرف
مسافروں بلکہ جہاز کے عملے کو بھی انتہائی
پریشان اور زندگی سے ناامید کر دیا تھا۔ اب
یہ ضروری تھا کہ کچھ دیر آرام کر لیا جائے
تاکہ تازہ دم ہو کر سفر پر روانہ ہوں۔ خشک
لکڑیاں اکھٹی کر کے ایک بہت بڑا الاؤ
روشن کیا گیا۔ اور سب اس کے گرد کچھ
فاصلے پر آرام کرنے کی غرض سے بیٹھ
گئے اور خوش گپیاں ہونے لگیں اکثر
ایک دوسرے کو بہادروں کی دلیری کے
قصے سنا رہے تھے۔ جن میں ہرکولیس
کا ذکر بھی بار بار آ رہا تھا۔ اس طرح
انہوں نے دن بھر کی جان لیوا پریشانی
سے ذہنوں کو صاف کیا اور کچھ دیر

بعد تمام لوگ سونے کے لئے لیٹ گئے
انجان جگہ اور جنگل کا ماحول کوئی شخص
بھی بے فکری کی نیند نہیں سو سکتا۔ لیکن
ہرکولیس کی موجودگی کی وجہ سے سب کو
اطمینان تھا کہ کسی بڑے سے بڑے خطرے
کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ اکیلا کافی
ہے۔ ہرکولیس ابھی جاگ رہا تھا اور جزیرے
کی طرف بڑھتی ہوئی سمندر کی پُرسکون
لہروں کو دیکھ رہا تھا جو چند گھنٹے پہلے
موت بن کر سب کو نگل جانے کے لئے
تیار تھیں۔ لیکن اب ان کا نظارہ بہت
پرکیف تھا۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا سبز گھوڑوں
کے دیکھنے اور انہیں حاصل کرنے کا اشتیاق
ہرکولیس کے دل میں بڑھتا جا رہا تھا
اس نے زندگی میں سینکڑوں اعلیٰ نسل کے
گھوڑے دیکھے تھے اس کا اپنا گھوڑا
"شیر بہادر" ایسا تھا کہ لوگ دُور دُور
سے اُسے دیکھنے کے لئے آتے تھے لیکن

سبز گھوڑوں کی جو تعریف وہ سُن چکا تھا۔
اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس نسل
کے گھوڑے سوائے ریاست تھریس کے دنیا
میں کہیں موجود نہیں۔ یہ سوچتا ہوا وہ سو
گیا۔ ساری رات اطمینان سے گزری سورج
نکلنے میں تھوڑی ہی دیر باقی تھی کہ ہرکولیس
ایک دم بیدار ہو گیا۔ جسمانی طاقت کے
لحاظ سے جہاں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا
تھا وہاں اللہ نے اُسے اور بھی بے شمار
خوبیاں دے رکھی تھیں۔ مثلاً وہ ہوشیار نیند
سوتا تھا۔ کسی آنے والے خطرے کو فوراً
محسوس کر لیتا تھا اس کے علاوہ ہوا سے
سونگھ کر یہ اندازہ لگا لیتا تھا کہ کوئی جنگلی
جانور حملہ آور ہونے والا ہے۔ اس وقت
اس کا ایک دم بیدار ہو جانا اسی بات
کی طرف اشارہ تھا کہ کوئی خطرہ ہے۔
چند ساعتوں بعد اس نے دیکھا بیس
پچیس کے قریب جنگلی ہاتھوں میں بھالے
لئے ان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان کے

بال بڑھے ہوتے تھے اور چہروں سے وحشت
ٹپک رہی تھی۔ اور ان کا دیدے گھما گھما
کر دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے مُدت
بعد انہیں کوئی اچھا شکار نظر آیا ہے اور
ہونٹوں پر زبان پھیر رہے تھے۔ ان کے
جسم سے پانی ٹپک رہا تھا جس سے معلوم
ہوتا تھا کہ وہ قریب کے کسی اور جزیرے
سے یہاں تیر کر آتے ہیں۔ ہرکولیس نے
سُن رکھا کہ اس علاقے میں آدم خوروں
کا بھی ایک جزیرہ ہے۔ ہرکولیس اچھل کر کھڑا
ہوا اور ان آدم خوروں سے نپٹنے کے لئے
تیار ہو گیا۔ ہرکولیس ان کا راستہ روکنے
کے لئے آگے بڑھ آیا۔ آدم خوروں نے یہ
دیکھ کر ہاتھوں میں پکڑے ہوتے بھالے پھینک
دیئے اور اس پر اس طرح جھپٹے جس
طرح دنوں کا بھوکا کھانے پر جھپٹتا ہے
لیکن اگلے ہی لمحے ہرکولیس نے ایک
جنگلی کو سر سے اوپر اٹھا کر دُور اچھال
دیا۔ اپنے ساتھی کو اس طرح گرتے دیکھ



کر باقی آدم خوروں غصّے میں آ گئے ان کے حلق سے خوفناک آوازیں نکلنے لگیں، اور ان کے منہ اس طرح کھل گئے۔ جیسے وہ ہرکولیس کو دانتوں سے کاٹ کھانا چاہتے ہوں وہ سب مل کر ہرکولیس پر حملہ آور ہوئے۔

ہرکولیس نے پلک جھپکنے میں ایک آدم خور کو بازو سے پکڑا اور تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر اسے اس طرح گھمانے لگا جیسے کسان کھیتوں سے پرندوں کو اڑانے کے لئے غلہ رکھی رسی کو گھماتے ہیں۔ اور پھر اُسے ایک زناٹے کے ساتھ دوسروں پر پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی بے ہنگم آوازوں کا ایک شور مچ گیا۔ اس آواز سے ہرکولیس کے تمام ساتھی جاگ گئے تمام آدم خود جنگلی درندوں کی طرح چنگھاڑ رہے تھے۔ جتنی دیر میں ہرکولیس کے ساتھی وہاں تک پہنچتے ہرکولیس نے دو آدم خوروں کی گردنیں مروڑ دیں اور کئی

ایک کو شدید زخمی کر دیا۔

آدم خور ڈیل ڈول اور طاقت کے لحاظ سے بہت مضبوط تھے اور شکار کو فوراً بے بس کرنے کے داؤ پیچ سے خوب واقف نظر آتے تھے۔ لیکن ہرکولیس جیسے فولادی جسم کے آدمی سے شاید ان کا پہلی بار پالا پڑا تھا۔ اس لئے اب ان کی آنکھوں سے خوف کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس کے باوجود انھوں نے ہرکولیس کے کئی ساتھیوں کو کندھے بازو اور پنڈلی پر کاٹ کھایا۔ اور پھر ہرکولیس کی للکار پر چیختے چنگھاڑتے ہوتے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ ہرکولیس نے ان کا پیچھا کرنا وقت کا زیاں سمجھا اس نے اسی وقت وہاں سے روانگی کی تجویز پیش کی جسے سب نے پسند کیا۔

تین دن رات کے لگاتار سفر کے بعد یعنی تیرہویں روز ہرکولیس کا جہاز ریاست "تھریس" کے ساحل سے جا لگا۔ ہرکولیس نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا کہا ساحل کے آس پاس ہرے بھرے اور گھنے درختوں سے ہرکولیس نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین خوب سرسبز اور شاداب ہے۔ اس لئے یہاں کے لوگ بھی بہت خوش حال اور تندرست و توانا ہوں گے۔ لیکن جب وہ ساحل سے بستی کے قریب آیا تو اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہاں کے بسنے والے لوگ انتہائی لاغر اور کمزور ہیں ہر ایک کے چہرے پر اداسی اور خوف طاری ہے۔

ہرکولیس تیزی سے آگے بڑھتا ہوا تقریباً
دو گھنٹے بعد شہر کے دروازے پر پہنچ گیا۔
اسی اثنا میں دو گھڑ سوار تلواریں لہراتے
ہوتے اس کے قریب آ کر رُکے۔ ان
کے لباس اور سروں پر چڑھے ہوتے خود
سے پتہ چلتا تھا کہ وہ فوجی سپاہی ہیں
ان میں سے ایک نے گرج کر ہرکولیس
سے پوچھا "نوجوان! تم کون ہو؟ اور یہ تم
نے پیٹھ پر شیر کیوں لٹکا رکھا ہے؟ ہرکولیس
نے مسکراتے ہوتے جواب دیا "میرا نام ہرکولیس
ہے، اور میری پیٹھ پر شیر نہیں، شیر کے
سر سمیت کھال لٹک رہی ہے اور یہ
خوفناک شیر میں نے اپنے ہاتھوں سے
مارا ہے۔

یہ سُن کر دونوں کے چہروں پر گھبراہٹ
سی پھیل گئی۔ پھر ایک نے سنبھل کر کہا
"چلو بھاگ جاؤ یہاں سے، بڑے بہادر
بنے پھر رہے ہو، تمہیں معلوم نہیں ہمارا
"بادشاہ" شہر میں بغیر اجازت داخل ہونے

والے کو جان سے مار دیتا ہے
ہرکولیس نے کہا "جب میں نے کوئی
قصور نہیں کیا تو تمہارا بادشاہ مجھے جان
سے کیوں مار دے گا" اس پر ایک
سپاہی کرخت لہجے میں بولا "زیادہ بڑھ بڑھ
کر باتیں نہ کرو، اگر جان پیاری ہے تو
یہاں سے بھاگ جاؤ۔ مجھے تمہاری جوانی
پر ترس آ رہا ہے۔

لیکن میں تو تمہارے بادشاہ "ڈی اوڈس"
سے ہی ملنے آیا ہوں، اور تم مجھے اسے
ملنے سے نہیں روک سکتے" اس پر دونوں
سپاہی غصے سے بپھرے ہوتے گھوڑوں
سے نیچے کُودے اور تلواریں سونت کر
ہرکولیس کی طرف بڑھے، اس سے پہلے کہ وہ
ہرکولیس پر حملہ کر کے اُسے کوئی نقصان
پہنچاتے، ہرکولیس نے چابکدستی سے ان
کے پیچھے پہنچ کر انہیں گردنوں سے پکڑ
لیا۔ اس کی گرفت اتنی سخت تھی کہ
دونوں کی ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر گر گئیں

اور وہ ہرکولیس کی گرفت سے آزاد ہونے
کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ وہاں سے
گزرتے ہوئے کئی آدمی کھڑے ہو کر انہیں
دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں حیرت اور
ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ شاید انہوں نے
زندگی میں پہلی مرتبہ بادشاہ کے ان ہرکاروں
کی کسی کے ہاتھوں یہ درگت بنتی دیکھی تھی۔
ہرکولیس نے جب دیکھا کہ وہ دونوں چند
لمحوں میں بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے
تو اس نے انہیں چھوڑتے ہوئے کہا مجھے
اسی وقت اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو
میں اس سے سنہری گھوڑے لینے آیا ہوں
یہ سن کر ان کی حالت پہلے سے بھی
غیر ہو گئی۔ لیکن ہرکولیس کے سامنے
ان کا کوئی بس نہیں چل رہا تھا۔ اس
لئے وہ اُسے بادشاہ کے پاس لے جانے
کے لئے گھوڑوں کی لگامیں تھامے آگے
آگے چلنے لگے۔ ہرکولیس کو یہاں کے لوگوں
کی بدحالی اور خوف زدہ ہونے سے بوڑھے

کی اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی۔ جو
"تائی رن" سے روانگی کے وقت اُس نے
کہا تھا کہ "ڈی او مڈس" بہت ظالم شخص ہے
آدھا کوس چلنے کے بعد ہرکولیس کو آسمان
سے باتیں کرتی ہوئی ایک عمارت نظر آئی
یہ تھریس کے بادشاہ کا محل تھا۔ وہ بغیر
کسی خوف یا ڈر کے محل کے اندر داخل
ہو گیا۔ محافظوں نے اس کا راستہ روکنے
کی کوشش کی تو ہرکولیس کے فولادی
گھونسوں نے انہیں دن میں تارے دکھا
دیئے۔ ہرکولیس سیدھا بادشاہ کے دربار میں
پہنچا، جہاں دُبلے پتلے اور لاغر سے آدمی
پر جلاد کوڑے برسا رہا تھا اور اس کی
چیخیں در و دیوار سے ٹکرا رہی تھیں۔ اور
سامنے بادشاہ زرنگار تخت پہ بیٹھا قہقہے
لگا رہا تھا۔ ڈیل ڈول کے لحاظ سے وہ
کوئی دیو نظر آتا تھا۔ اور اس کی صورت
ایسی ڈراؤنی اور خوفناک تھی کہ کوئی کمزور
دل آدمی اُسے دیکھ لے تو بے ہوش ہو کر

گر پڑے۔

ہرکولیس جو ایک ہمدرد دل کا مالک تھا اور کسی پر ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا، بادشاہ کی بے رحمی کو دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا، کہ بڑھ کر بادشاہ کی موٹی گردن دبوچ لے۔ لیکن اس وقت جوش یا ایسی کوئی حرکت مصلحت کے خلاف تھی۔

تھریس کے بادشاہ نے جب ایک لمبے تڑنگے اور مضبوط جسم کے خوبصورت آدمی کو ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا لیتے اور کندھے پر تیر کمان سجائے دربار میں داخل ہوتے دیکھا تو اس کے قہقہے ایک دم رک گئے۔ اس نے انتہائی غصے سے کہا "بے وقوف نوجوان! تم کون ہو اور تمہیں بلا اجازت دربار میں داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی ہے؟"

ہرکولیس بغیر کسی خوف کے بولا "میرا نام ہرکولیس ہے اور میں ریاست "تائی رن" سے یہاں آیا ہوں۔

بادشاہ نے سوچتے ہوئے کہا "تمہارا



نام شاید سنا ہوا ہے۔ کہیں تم وہی ہرکولیس تو نہیں ہو جس نے "تائی رن" کی ساتھ والی ریاست میں تباہی مچاتے والے اس آدم خور شیر کو ہلاک کیا ہے جس پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا۔ اور ودلمرنا" کی اس خوفناک بلا کو ختم کیا ہے جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔"

ہرکولیس نے مختصر سا جواب دیا" ہاں میں وہی ہرکولیس ہوں اور میں نے پیٹھ پر اسی آدم خور شیر کی کھال ڈال رکھی ہے۔"

بادشاہ نے گرج دار آواز میں کہا" ہرکولیس! ہم نے تمہاری جرأت اور بہادری کے بہت سے قصے سن رکھے ہیں۔ لیکن ہمارے حکم کی پابندی نہ کرنے والے گستاخ لوگوں سے ہمیں سخت نفرت ہے تم نے بغیر اجازت دربار میں آ کر ہمارے اصولوں کو توڑا ہے اس لئے ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ "اسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا جائے اور اسے کیا سزا دی

جائے اس کا فیصلہ ہم کل کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی بادشاہ اٹھ کر عقبی دروازے سے محل کے اندر چلا گیا۔

بہت سے سپاہیوں نے آ کر ہرکولیس کو جکڑ لیا، ہرکولیس چاہتا تو انہیں پل بھر میں ڈھیر کر سکتا تھا۔ لیکن وہ کسی بے گناہ کے خون سے ہاتھ نہیں رنگنا چاہتا تھا اس لئے وہ سپاہیوں کے اشارے پر چلنے لگا۔

وہ اسے ایک لمبی راہداری سے لے جا کر ایک آہنی دروازے پر پہنچے جس پر بڑا سا قفل لٹک رہا تھا۔ ایک سپاہی نے قفل کھولا اور ہرکولیس کو اندر لے آئے یہ ایک راستہ تھا جس کے دائیں بائیں بیسیوں کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کے دروازے موٹی موٹی سلاخوں والے جنگلے کے تھے۔ ہرکولیس کو یہ اندازہ لگانے میں کوئی دیر نہ لگی کہ یہاں ان بیچاروں کو قید رکھا جاتا ہو گا جو بادشاہ کا کوئی حکم ماننے سے انکار کر دے اور اگلے روز اسے سزا دے دی جاتی

ہو گئی سپاہیوں نے دائیں جانب ایک اور
راستے پر گھوم کر ہرکولیس کو دوسری کوٹھڑی
میں بند کر دیا اور جنگلے پر باہر سے مضبوط
تالا ڈال کر چلے گئے۔ آتے ہوئے ہرکولیس
کو کسی کوٹھڑی میں کوئی آدمی نظر نہ آیا اور
نہ ہی یہاں دائیں بائیں کوئی آدمی تھا۔ قید
ہونے کے بعد ہرکولیس کے چہرے پر کسی
قسم کی فکر یا پریشانی کے آثار نہیں تھے
کوئی اور ہوتا تو وہ یہ سوچ سوچ کر ہلکان
ہوتا کہ نجانے کل اسے کیا سزا دی جائے
لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ جس مقصد کے لئے
یہاں آیا ہے اسے کس طرح پورا کیا جائے
بادشاہ سے سبز گھوڑوں کی بات کس طریقے
سے ہو۔ اگر وہ گھوڑے اس کے ہاتھ بیچ
دے تو "دتائی رن" کے بادشاہ کے دیئے ہوئے
ہیرے جواہرات اور سونے کے سکوں کے
تمام صندوق وہ تھریس کے بادشاہ ڈی اومڈس
کے حوالے کر دے گا۔ تاکہ شہزادی جولین
کا شوق اور خواہش پوری ہو سکے۔

اسی ادھیڑ بن میں دو تین گھنٹے گزر گئے
ابھی شام ہوتے میں کافی دیر تھی۔ کہ سپاہیوں
نے ایک دبلے پتلے سے نوجوان کو لا کر
ہرکولیس کی سامنے والی کوٹھڑی میں بند کر
دیا۔ ایک سپاہی نے مذاق اڑانے والے
انداز میں اس سے کہا "تم سمجھتے رہے ہو
کہ اپنی ضد پر اڑے رہ کر خزانوں کے مالک
بن جاؤ گے۔ آج کی رات تم خزانے کے
خواب دیکھو کل اگلی دنیا میں پہنچ جاؤ گے
اور پھر سب قہقہے لگاتے ہوتے وہاں سے
چلے گئے۔ ان کوٹھڑیوں میں سوائے جنگلے
کے کوئی روشندان وغیرہ نہیں تھا۔ لیکن
باہری کچھ اس طریقے پر بنی ہوتی تھی کہ
اندھیرا بالکل نہیں تھا۔

ہرکولیس نے دیکھا نوجوان مایوسی اور خوف
کی وجہ سے برسوں کا بیمار نظر آتا تھا۔
اور اس کا جسم کانپ رہا تھا جس کی وجہ
سے وہ دیوار کا سہارا لئے سر جھکا کر
کھڑا تھا۔ ہرکولیس نے اسے مخاطب کر کے

کہا "نوجوان! تم کون ہو؟" اس نے
چونک کر ہرکولیس کی طرف دیکھا۔ اُسے
شاید اس بات کا احساس تک نہیں تھا
کہ یہاں کوئی اور بھی موجود ہے۔ اس
نے گلوگیر آواز میں کہا "میں ایک ایسا
بدقسمت انسان ہوں جس سے خوشیوں اور
سکون نے ہمیشہ کے لئے رُخ موڑ لیا ہے
اور اب تو یہ میری زندگی کی آخری رات
ہے نجانے میرے بوڑھے ماں باپ کس حال
میں ہوں گے۔"

ہرکولیس نے اُسے تسلی دیتے ہوئے
کہا "مایوسی گناہ ہے اپنے آپ کو قابو میں
رکھو۔" اس کے ساتھ ہی وہ اس کے
چہرے کی طرف بہت غور سے دیکھ رہا
تھا اور سوچ رہا تھا کہ اس نوجوان
کو میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے
لیکن اُسے یاد نہیں آ رہا تھا۔ اس
نے اس سے پوچھا کیا تم کبھی ریاست
کریٹ یا "وتائی رن" میں گئے ہو؟"



اس پر نوجوان نے گہرا سانس لے کر کہا "نہیں میں "تھریس" سے باہر کبھی نہیں گیا اور پھر قید کی سختیوں کی وجہ سے گزرے دنوں کا ایک ایک پل بھول چکا ہوں" اس کی آواز میں بہت دکھ اور کرب تھا۔ ہرکولیس نے پھر سوال کیا "تمہیں کس جرم میں یہاں قید کیا گیا ہے؟" اس پر نوجوان بولا "یہ مجھے بھی معلوم نہیں، ایک سال سے اوپر ہو گیا ہے، مجھے روز طرح طرح کی اذیتیں دے کر پوچھا جاتا ہے کہ تمہارا باپ کہاں چھپا ہوا ہے۔ اسے کتنی خفیہ خزانوں کا علم ہے وہ ہمیں بتاتے ورنہ ہم تمہیں جان سے مار دیں گے۔ میں یہاں قید ہوں مجھے بھلا کیا معلوم کہ میرا باپ کہاں ہے، خدا جانے میرے ماں باپ زندہ بھی ہیں اگر زندہ ہوتے تو ضرور مجھے قید سے رہا کروا کر لے جاتے" اس کے بعد وہ بچوں کی طرح رونے لگا۔

ہرکولیس کو اس کی حالت پر ترس آیا۔ وہ اس کا دھیان تبدیل کرنے کیلئے بولا "حوصلہ رکھو، میں آج کی رات تمہیں قید سے نکال دوں گا" اس پر نوجوان نے ہرکولیس کی طرف دیکھا اور آنسو پونچھتے ہوتے پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا "تم تو خود قید میں ہو، مجھے کیسے رہائی دلاؤ گے" اسی لمحے ہرکولیس کو یاد آگیا کہ اس نے اس نوجوان کو کہاں دیکھا ہے۔ دراصل اس کی شکل اس بوڑھے سے ہو بہو ملتی تھی "تاقی رن" میں جس کے گھر وہ رہا تھا۔ اور اس کی بیوی بیٹے کی جدائی میں پاگل ہو چکی تھی۔

ہرکولیس نے اس کے سوال کے جواب میں کچھ کہے بغیر پوچھا "تمہارا نام "شاگال تو نہیں ہے؟" وہ تعجب سے بولا "تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟" ہرکولیس نے کہا "میرا نام ہرکولیس ہے میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارے ماں باپ زندہ ہیں"

نوجوان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں اور پوچھا "وہ کہاں ہیں اور تم ان سے ملے ہو؟"

ہاں میں ان سے ملا ہوں، لیکن یہ ابھی نہیں بتاؤں گا کہ وہ کہاں ہیں۔"

اسی طرح باتوں میں شام ہوگئی قدموں کی آہٹ پاکر ہرکولیس جنگلے سے پیچھے ہٹا اور نیچے بیٹھ کر گھٹنوں پر اس طرح سر رکھ لیا جیسے وہ سو رہا ہو۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ آنے والے کو اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں یا باتیں کرتے رہے ہیں" آنے والا ایک سپاہی تھا وہ دونوں کو پانی اور مختصر سا کھانا دے کر چلا گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا ہرکولیس اپنی جگہ سے اٹھا اس کے اندازے کے مطابق راہداری میں کوئی سپاہی موجود نہیں تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے جنگلے کی سلاخوں کو پکڑ کر زور سے ہلایا اور پوری قوت سے اسے چوکھٹ سمیت دیوار سے باہر نکال لیا۔ اور خود باہر آکر جنگلے کو واپس اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد وہ شاگال کی کوٹھڑی کی طرف آیا۔ شاگال پلکیں جھپکاتے بغیر کچھ سوچ رہا تھا۔ ہرکولیس نے اپنے فولادی بازوؤں سے اس کی کوٹھڑی کا جنگلا بھی اکھاڑا اور

شاگال کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے بھاگتا ہوا باہر کے جنگلے کے پاس آیا۔ یہاں ایک محافظ جنگلے سے پشت لگائے کھڑا تھا، ہرکولیس نے کمال پھرتی سے بازو بڑھا کر اس کی گردن کو دبوچ لیا اور پھر اس وقت چھوڑا جب وہ بے ہوش ہو گیا ہرکولیس کے اشارے پر شاگال نے محافظ کی جیب سے چابی نکالی اور تالا کھول کر دونوں باہر آ گئے۔ شاگال بہت سہما سہما اور ڈرا ہوا تھا کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو صبح ہونے سے پہلے ہی وہ موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ جس کے ساتھ جا رہا ہے وہ اکیلا سینکڑوں پر بھاری ہے۔

دونوں بہت محتاط انداز سے آگے بڑھتے رہے، راستے میں انہیں کتنی ایک محافظ نظر آئے لیکن وہ سب اونگھ رہے تھے اس لئے انہیں وہاں سے نکل جانے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ اس عمارت کے

پاس ایک اصطبل تھا۔ ہرکولیس شاگال کو وہیں ٹھہرنے کا کہہ کر ایک درخت پر چڑھا اور اندر کود گیا یہاں دو سائیس اس کے راستے میں آتے لیکن ہرکولیس کا ایک ایک گھونسہ ان کے لئے کافی رہا ہرکولیس نے وہاں سے دو گھوڑے کھولے اس سے پہلے اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ شاید سبز گھوڑے یہاں بندھے ہوں، لیکن پھر فوراً ہی اسے اپنا خیال بدل دینا پڑا۔ کیونکہ اتنے خوبصورت اور انوکھے گھوڑے ایسے عام اصطبل میں نہیں باندھے جاتے۔ ہرکولیس گھوڑوں کی باگیں تھامے جب باہر آیا تو شاگال کا خوف کے مارے برا حال تھا، اسے اپنے چاروں طرف موت ناچتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ وہ سمجھا کہ سپاہی ادھر آ رہے ہیں دونوں گھوڑوں پر سوار ہوتے کچھ دور تک تو آہستہ آہستہ چلتے رہے پھر ان کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ شہر سے نکل کر جنگل شروع ہو گیا

اور جنگل کے دوسرے سرے پر پہاڑی سلسلہ
تھا۔ یہاں ہرکولیس نے شاگال کو ایک ایسے
غار میں ٹھہرایا جو چاروں طرف ٹیلوں سے
گھرا ہوا تھا اور اس کے ارد گرد اس
طرح گھاس اُگی ہوئی تھی کہ عام آدمی کا
اسے ڈھونڈ نکالنا مشکل تو کیا ناممکن تھا۔
ہرکولیس نے شاگال سے کہا "فکرمند نہ
ہونا، تم یہاں بالکل محفوظ ہو۔ میں تمہیں
کل ملنے آؤں گا" اس کے بعد وہ دونوں
گھوڑوں کو لے کر واپس محل کی جانب روانہ
ہوا۔ اس نے دونوں گھوڑے اصطبل میں
باندھے اور قید خانے کے باہر والے جنگلے
کے پاس پہنچا، محافظ ابھی تک بے ہوش
پڑا تھا ہرکولیس نے اندر جا کر دوبارہ تالا
بند کیا اور چابی محافظ کی جیب میں
ڈال دی صبح ہونے میں ابھی کافی دیر تھی۔
اس نے اپنی کوٹھڑی میں پہنچ کر جنگلے
کو پہلے کی طرح واپس لگا دیا اور سونے
کے لئے زمین پر لیٹ گیا۔ وہ بہت خوش

تھا کہ ایک بے گناہ کی جان بچ گئی ہے۔
اور جب اس کے ماں باپ اس سے ملیں
گے تو انہیں کتنی خوشی ہو گی۔ پاگل ماں
بیٹے کو دیکھ کر ضرور ٹھیک ہو جائے گی۔
یہی سوچتا ہوا وہ نیند کی وادی میں پہنچ
گیا۔ صبح وہ دیر تک سوتا رہا۔ جب جاگا
ابھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا نہیں تھا کہ اس
نے بھیڑیں کے بادشاہ "ڈی اوڈس" کو
کرخت آواز میں کہتے سُنا "کمبختو! شاگال
جنگلا اکھاڑ کر کہاں بھاگ گیا ہے جب کہ
باہر والے دروازے پر تالا بدستور لگا ہوا
تھا" ہرکولیس نے شاگال کی کوٹھڑی کا جنگلا
واپس نہیں لگا تھا بلکہ اسے نیچے کر کے
رکھ دیا تھا وہ بادشاہ کی باتیں سننے کے
لئے آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔
بادشاہ نے گرج کر دوبارہ کہا "اگر شاگال
نہ ملا تو میں تم سب کو آدم خور شیروں
کے سامنے ڈال دوں گا" پھر اس نے
سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہرکولیس کو جگا کر



لے چلو جب تک شاگال ملے ہم اس گستاخ سے پوچھتے ہیں کہ اس نے ہمارے غصّے کو للکارا کر اپنی موت کو آواز کیوں دی ہے۔" جنگلے کا تالا کھلا اور ایک سپاہی نے ہرکولیس کو ٹھوکر مارتے ہوتے کہا "اٹھ! اس طرح مزے سے سو رہا ہے جیسے باپ کا گھر ہو۔" ہرکولیس ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اور ٹھوکر مارنے والے کو ایک ایسا زبردست چانٹا مارا کہ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا کوٹھڑی سے باہر جا گرا۔

بادشاہ غصّے سے بل کھاتا ہوا بولا "ہرکولیس! تم نے ہمارے سپاہی پر ہاتھ اٹھا کر بہت بڑا جرم کیا ہے اور اس کی سزا موت سے کم نہیں ہو سکتی۔" ہرکولیس نے کہا "بادشاہ سلامت! آپ کی طرح میں بھی انسان ہوں اور انسانوں سے انسانوں جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔"

بادشاہ نے قہقہہ لگاتے ہوتے کہا بیوقوف جوان! تم ہماری طرح کیسے ہو سکتے ہو،

ہم اس عظیم ریاست کے مالک اور بادشاہ
ہیں اور یہاں کا ہر آدمی ہمارے حکم کے
تابع ہے۔" اس کے بعد اس نے سپاہیوں
کو حکم دیا "ہم جا رہے ہیں اور اس
بے باک جوان کو ابھی ہمارے سامنے دربار میں
پیش کیا جائے۔"
سپاہی جب ہرکولیس کو لے کر دربار میں
پہنچے تو وہاں وزیر، امیر اور سرداروں میں
یہ چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں کہ شاگال قید سے
کیسے نکل گیا۔ ہرکولیس خوش تھا کہ انہیں
اس پر معمولی سا شک بھی نہیں ہوا، بادشاہ
نے گرجتے ہوتے ہرکولیس کو مخاطب کر کے
کہا "ہرکولیس! اب بتاؤ تم یہاں کس لئے
آتے ہو، جیسا کہ ہم نے تمہارے متعلق
سنا ہوا ہے اگر تمہیں اپنی طاقت پر گھمنڈ
ہے تو اسے بھول جاؤ ہمارے پاس ایسے
ایسے زبردست پہلوان ہیں جو پل بھر میں
تمہارا کچومر نکال دیں گے۔"
ہرکولیس بولا "بادشاہ سلامت! میں کسی

بُری نیت یا آپ کو نقصان پہنچانے کے
ارادے سے نہیں آیا۔" بادشاہ نے مذاق اڑانے
والے انداز سے کہا "تم ہمیں کیا نقصان پہنچاؤ
گے۔ ویسے تم نے ہمارے ان سپاہیوں
کو بُری طرح زخمی کیا ہے۔ جنہوں نے تمہیں
شہر میں داخل ہونے سے روکا تھا، بہرحال
بتاؤ تم یہاں کیوں آتے ہو۔"
ہرکولیس نے کہا "بادشاہ سلامت! آپ
کے پاس چار سبز گھوڑے ہیں!! بادشاہ
نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے
کڑک کر کہا "تمہارا ان سے مطلب..."
ہرکولیس نے بغیر کسی خوف کے کہا "میں
انہیں خریدنا چاہتا ہوں۔" یہ سنتے ہی بادشاہ
کی آنکھیں غصے سے سُرخ ہو گئیں اور
چنگھاڑ کر بولا "پاگل انسان! کیا ہمارے پاس
سونے چاندی کی کمی ہے اور پھر تمہیں یہ
جرأت کیسے ہوئی کہ تم ہم سے سبز گھوڑے
خریدنے کی بات کرو۔"
"سپاہیو! اس گستاخ اور بے ادب

کا جسم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دو تاکہ آئندہ
کسی کو یہ ہمت نہ ہو کہ وہ ہمارے گھوڑوں
کے خریدنے کی بات کرے۔

سپاہی تلواریں نکال کر بھوکے بھیڑیوں
کی طرح ہرکولیس پر جھپٹے۔ ہرکولیس بجلی کی
سی تیزی کے ساتھ اپنی جگہ سے اس طرح
اچھلا کہ اس کا پاؤں ایک سپاہی کی پنڈلی
پر پڑا جس سے اس کی ہڈی چٹخ گئی اور
وہ چیخ مار کر بیٹھ گیا دوسرے کے سر پر
ہرکولیس کا فولادی مکہ پڑا اور وہ چکرا کر
وہیں گر پڑا۔ سپاہیوں نے جب اپنے
دو ساتھیوں کی یہ حالت دیکھی تو وہ غصّے
سے بپھر گئے، اور ایک دم ہرکولیس پر عقب
سے حملہ کر دیا۔ ہرکولیس کی پیٹھ پر لی می
کے آدم خور شیر کی کھال تھی جس کی وجہ
سے ان کی تلواروں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا
ہرکولیس کسی بے گناہ پر ہاتھ نہیں اٹھاتا
تھا۔ لیکن اس وقت اسے اپنی جان کا
خطرہ تھا اس لئے اس نے ایک پُرزور

نعرہ لگایا اور پھر بیٹھے ہوئے لوگوں کی نظروں
نے یہ نظارہ کیا کہ ایک کے بعد ایک سپاہی
چیختا چلاتا گرنے لگا۔ جو ایک بار گرتا پھر
اٹھ نہ سکتا۔ تمام درباری ہرکولیس کی بہادری
پر عش عش کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ
گھبرا گیا اس نے ہرکولیس سے کہا "ہرکولیس
ہم نے تمہاری بہادری دیکھ لی ہے۔ اور
ہمیں بہادر آدمی پسند ہیں۔ ہم تمہیں سبز
گھوڑے دیں گے۔ لیکن اس کی ایک شرط ہے۔
ہرکولیس بہت زیادہ لوگوں کے ساتھ لڑنے
کے بعد بھی پرسکون تھا۔ اس نے جواب
میں کہا "بادشاہ ڈی او مڈس! مجھے آپ کی
ہر شرط منظور ہے۔"

بادشاہ بولا "کل تمہیں خالی ہاتھ ایک
جنگلی بھینسے سے مقابلہ کرنا ہو گا اگر تم نے
اسے زیر کر لیا تو ہم اپنے چاروں سبز
گھوڑے تمہیں دے دیں گے۔" بادشاہ سمجھا
تھا کہ ہرکولیس یہ سن کر ڈر جائے گا۔
لیکن ہرکولیس نے کہا میں اس مقابلے کیلئے

تیار ہوں

بادشاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہرکولیس! ایسا لگتا ہے جیسے تم اپنی زندگی سے بیزار ہو چکے ہو تمہیں معلوم نہیں وہ بھینسا ایسا ہے کہ پتھروں سے بنی ہوئی دیوار کو ٹکر مارے تو دیوار پاش پاش ہو جاتی ہے"

ہرکولیس نے کہا "بادشاہ سلامت! ہرکولیس چٹانوں سے ٹکرا جانے کا حوصلہ رکھتا ہے" درباریوں میں کچھ لوگوں کو ہرکولیس کی جوانی پر ترس آ رہا تھا کہ یہ خوبصورت نوجوان کل بھینسے کے سامنے چند لمحے بھی نہیں ٹھہر سکے گا اور ہلاک ہو جاتے، اور کچھ کا خیال تھا کہ ہرکولیس بھینسے کو زیر کر لے گا۔

بادشاہ کے حکم پر چاروں طرف منادی کرائی گئی کہ کل ایک بہت بڑا تماشا ہو گا سب دیکھنے آئیں شہر کے وسط میں ایک وسیع میدان جس کے چاروں طرف

گولائی میں نیچے سے اوپر بے شمار سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اور ان سیڑھیوں کے نیچے جگہ جگہ کمرے تھے جن کے آگے دروازوں کی جگہ جنگلے لگے ہوتے تھے دوسرے دن ہرکولیس سپاہیوں کی نگرانی میں اس میدان میں پہنچا۔ تمام سیڑھیاں لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ سارا شہر امنڈ آیا ہے۔ ایک طرف سیڑھیوں کے اوپر ایک چبوترہ تھا جہاں بادشاہ "دورڈی او مڈس" اپنے وزیروں مشیروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

ہرکولیس کو دیکھ کر ایک شور سا اٹھا اور اسی وقت سیڑھیوں کے نیچے والے ایک کمرے کا جنگلا ہٹا ایک بہت جسیم اور خوفناک بھینسا ڈکارتا ہوا باہر آیا اس کے سینگ بڑے بڑے اور نوکیلے تھے۔ ہرکولیس کو دیکھ کر پہلے اس نے اپنا اگلا دایاں پاؤں زمین پر مارا اور پھر اپنا سر جھکا کر اس کی طرف تیزی سے دوڑا

ہرکولیس بھینسے کے مضبوط اور نوکیلے سینگوں
کی زد میں تھا۔ قریب تھا کہ بھینسا اپنے
سینگ ہرکولیس کے جسم میں پیوست کر دے
لیکن ہرکولیس کی پھرتی کا لوگوں کی نگاہیں
تعاقب نہ کر سکیں اور وہ دور کھڑا تھا۔
اپنا وار خالی دیکھ کر بھینسے کو غصہ آ
گیا، اس نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے
کے ساتھ ہرکولیس پر حملہ کیا۔ اس بار
ہرکولیس اپنی جگہ سے ہٹنے کی بجائے اچھلا
اور اس کی گردن پر سوار ہو کر اس
کے دونوں سینگ پکڑ لئے، ہرکولیس کے
کانوں میں ایک آواز سی آئی جیسے اس
کا باپ زیوس کہہ رہا ہو۔ "بیٹے! میری
دعائیں تمہارے ساتھ ہیں ہمت نہ ہارنا۔
اس آواز نے ہرکولیس کے جسم میں مزید
قوت سی بھر دی۔

بھینسے نے ہرکولیس کو نیچے گرانے کے
لئے اپنے جسم کو زور سے جھنجوڑا۔ لیکن
وہ ہرکولیس ہی کیا جس کی گرفت ڈھیلی

پڑ جائے۔ اس نے بھینسے کے سینگوں کو
اور زیادہ مضبوطی سے پکڑنے کے ساتھ
ساتھ اپنی ٹانگوں سے اس کی گردن
کو جکڑ لیا۔ بھینسا بھی کم طاقتور نہیں
تھا۔ اس لئے ہرکولیس کو پسینہ آ گیا۔
اس طرح کافی دیر تک دونوں میں زور آزمائی
ہوتی رہی۔ تماشائیوں کے نعروں اور شور
سے سارا میدان گونج رہا تھا۔ ہرکولیس نے
دیکھا اب بھینسا تھک چکا ہے تو اس
نے اپنی ٹانگوں کی گرفت مزید سخت کرنا
شروع کر دی۔ جس سے بھینسے کو سانس
لینا دشوار ہو گیا۔ اور اس کی آنکھیں بند
ہونے لگیں۔ اس وقت ہرکولیس نے اس
کا دایاں سینگ چھوڑ کر ایک زبردست
گھونسہ اس کے سر پر مارا اور پھر گردن
سے ہاتھ نیچے لے جا کر اس کے سر کو اس
طرح مروڑا کہ اس کی گردن کی ہڈی
ٹوٹ گئی اور وہیں مر گیا۔ یہ دیکھ کر
ہر شخص ہرکولیس کی دلیری پر واہ واہ

کرنے لگا۔

بادشاہ "ڈی او مڈس" کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے لیکن درباریوں کے سامنے کئے ہوئے عہد سے پھر نہ سکتا تھا۔ اس نے ہرکولیس سے کہا "ہرکولیس! تم واقعی بہادر ہو، ہم تمہیں سبز گھوڑے دینے کا وعدہ پورا کریں گے۔ آج تم ہمارے مہمان رہو گے کل تمہیں ہم سبز گھوڑے دیں گے



صبح ابھی سورج نے آنکھ کھولی ہی تھی
کہ بادشاہ "ڈی اوڈس" بہت سے سپاہیوں
کے ہمراہ ہرکولیس کے کمرے میں آیا جو
معمول کی ورزش میں مشغول تھا۔ بادشاہ
نے ہرکولیس سے ہنستے ہوتے کہا "ہرکولیس!
ناشتے کا وقت ہے۔ لیکن میرا خیال ہے
کہ پہلے سبز گھوڑوں کے ناشتے کا انتظام
ہو جائے، کیا تم انہیں دیکھنے چلو گے؟
ہرکولیس جسے وہ عجیب و غریب گھوڑے
دیکھنے کا بے حد اشتیاق تھا اور وہ انہیں
حاصل کرنے کے لئے طویل اور دشوار سفر
کر کے یہاں پہنچا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ

چلنے کے لئے فوراً تیار ہو گیا۔ محل سے
باہر آٹھ گھوڑوں والی ایک بگھی اور بہت
سے گھوڑے موجود تھے، بادشاہ اور ہرکولیس
بگھی میں سوار ہوتے اور سپاہی گھوڑوں پر
سوار ہو کر بگھی کے دائیں بائیں چلنے لگے۔
ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ ایک
بلند و بالا پہار دیواری کے پاس پہنچے اور
ایک لوہے کے بنے ہوتے مضبوط پھاٹک
کے سامنے جا کر اترے۔
ہرکولیس کے بگھی سے اترتے ہی بادشاہ
نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہرکولیس کو باندھ
کر اندر سبز گھوڑوں کے سامنے ڈال دیا جائے
وہ اس کو اپنی ٹاپوں اور سینگوں سے اس
کی طاقت اور دلیری سمیت موت کی نیند
سلا دیں گے۔" اس کے ساتھ ہی بادشاہ
قہقہے لگانے لگا۔ ہرکولیس نے جب بادشاہ
کے منہ سے یہ بات سُنی تو وہ بڑا حیران
ہوا کہ یہ بادشاہ ظالم ہونے کے علاوہ کتنا
جھوٹا اور وعدہ خلاف آدمی ہے۔ غصّے سے

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ جیسے ہی سپاہی اس پر حملہ آور ہوتے اس نے اپنے اس ڈنڈے کو گھمانا شروع کیا جو وہ ہر وقت اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ جو سپاہی بھی اس کی زد میں آتا ایسا گرتا پھر اٹھ نہ سکتا۔ کئی ایک سپاہیوں نے اس کے عقب سے تلواروں سے حملہ کیا۔ لیکن اس کی پشت پر "نی می" کے آدم خور شیر کی کھال ہونے کی وجہ سے اسے خراش تک نہ آئی۔ ایک کے بعد ایک سپاہی گرنے لگا، تھوڑے سے جو بچ گئے وہ اپنی موت کو سامنے دیکھ کر واپسی کے لئے پلٹے بادشاہ نے انہیں رکنے کا حکم دیا لیکن وہ اس کے حکم کی پرواہ کئے بغیر وہاں سے سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ اس صورت حال میں بادشاہ نے بھی اسی میں عافیت سمجھی کہ اس نے بگھی کو موڑا اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا ہوا نکل گیا۔

ہرکولیس چاہتا تو وہ بادشاہ کا پیچھا کر کے اسے اسی وقت اس کے جھوٹ اور مکاری کی سزا دے سکتا تھا۔ لیکن وہ جس مقصد کے لئے یہاں آیا وہ منزل سامنے تھی۔ اس لئے وہ پہلے سبز گھوڑوں کو دیکھنا اور حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور چہار دیواری کے اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی ایک بڑے برآمدے کے نیچے چار سبز گھوڑے قطار میں کھڑے تھے۔ ان کی رنگت اتنی خوبصورت تھی کہ ہرکولیس دیکھتا ہی رہ گیا۔ اور پھر صحت کے لحاظ سے بھی وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ہرکولیس نے ان کی جتنی تعریف سنی تھی اس سے بڑھ کر پایا، اونچا قد، مضبوط ٹانگیں اور ان کی گردن کے بال ایسے تھے جیسے ریشم، لیکن ان کی پیشانی پر سینگ اور منہ سے نکلے ہوتے دانتوں نے انہیں خوفناک بنا دیا تھا۔

ہرکولیس۔ جیسے ہی ان کے پاس پہنچا وہ زور سے ہنہناتے، اور اپنی پچھلی ٹانگوں پر

کھڑے ہو کر اس پر حملہ آور ہوتے۔
ہرکولیس کو اس کی توقع تھی اس لئے وہ
فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ تمام گھوڑوں کا ایک
ایک پچھلا پاؤں بندھا ہوا تھا۔ ہرکولیس نے
وہ رسیاں کھول دیں۔ گھوڑوں کا آزاد ہونا
تھا کہ وہ بھوکے شیروں کی طرح ہرکولیس پر
جھپٹے، ان کے منہ کھلے ہوتے تھے اور
سینگوں کا رُخ ہرکولیس کی طرف تھا۔ عام
طور پر گھوڑے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے
اپنی اگلی ٹانگوں سے کام لیتے ہیں۔ لیکن
یہ دشمن کو سینگوں سے زخمی کر کے دانتوں
سے چبا ڈالتے تھے اس لئے مشہور تھا کہ
وہ انسان کا گوشت کھاتے ہیں۔

ہرکولیس بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اچھلا
اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی
گردن کے بال پکڑ لئے، گھوڑے نے ہرکولیس
کو نیچے گرانے اور اپنے بال اس کی
گرفت سے آزاد کرانے کی بہت کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہوا، ہرکولیس نے گھوڑوں

کے پاؤں کھولتے وقت ایک رسی اپنے
ہاتھ میں لے لی تھی۔ اس نے بائیں
بازو سے گھوڑے کی گردن کو زور سے دبایا
جس سے گھوڑے کے دوڑنے کی رفتار
قدرے کم ہوئی اور دائیں ہاتھ سے رسی کے
ساتھ گھوڑے کا منہ کس کر باندھ دیا گھوڑے
کو شاید پہلی بار کوئی ایسا سوار ملا تھا۔
وہ خاموشی سے کھڑا ہو گیا جس کا مطلب
تھا کہ اس نے شکست قبول کر لی ہے۔

ہرکولیس نے اس کی پشت سے ہی
اس دوسرے گھوڑے پر چھلانگ لگائی جو
اس پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا تھا۔
اس نے پوری قوت سے اس کی گردن کو
دبایا اور نیچے گرا لیا۔ اسی اثنا میں ایک
اور گھوڑے نے اپنا سینگ ہرکولیس کی
پیٹھ میں گھونپ دیا۔ لیکن شیر کی کھال
کی وجہ سے ہرکولیس کو کوئی نقصان نہ پہنچا
اس طرح یکے بعد دیگرے ہرکولیس نے چاروں
گھوڑوں کو زیر کیا اس کے لئے اُسے

کئی گھنٹے ان کے ساتھ زور آزمائی کرنا پڑی
ہرکولیس کو زندگی میں پہلی بار اتنا سخت
مقابلہ کرنا پڑا تھا کیونکہ گھوڑے بہت طاقتور
تیز رفتار اور خونخوار قسم کے تھے۔ وہ اس
وقت پسینے میں نہایا ہوا تھا اور جسم پر
کئی جگہ چوٹیں اور خراشیں آئی تھیں۔
ہرکولیس گھوڑوں کو لے کر جب پھاٹک
سے باہر نکلا تو بادشاہ "ڈی او مڈس"
بے شمار سپاہیوں کو لے کر کھڑا تھا۔ اس نے
زور زور سے ہنستے ہوئے کہا "ہرکولیس!
تمہیں اپنی طاقت پر بہت گھمنڈ ہے اور
تم سمجھتے ہو کہ یہ انوکھے اور قیمتی گھوڑے
لے کر چلے جاؤ گے۔ یہ گھوڑے ہمارے
ہیں یعنی تھریس کے عظیم بادشاہ ڈی او مڈس
کے، اور یہ ہمارے پاس ہی رہیں گے"
ہرکولیس گرج کر بولا "ڈی او مڈس!
یہاں کا اصل حاکم "مارس" ہے تم عظیم کیسے
ہو سکتے ہو، اور تمہاری ساری فوج مجھے یہ
گھوڑے لے جانے سے نہیں روک سکتی۔

ڈی او مڈس" نے غصے سے دانت
پیستے ہوئے سپاہیوں سے کہا "اپنی تلواروں
سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو تاکہ پھر
کسی کو ہمارے سامنے زبان چلانے کی جرأت
نہ ہو۔"
ہرکولیس ہنستے ہوئے بولا "ڈی او مڈس"!
یہ تو دنیا دیکھے گی کہ سپاہی میرے ٹکڑے
ٹکڑے کرتے ہیں۔ یا میں تمہارے جھوٹ
مکاری اور ظلموں کی سزا دیتا ہوں۔ تم نے
"شاگال" اور اس کے بوڑھے ماں باپ کو
بہت اذیت دی ہے۔
یہ سن کر تو "ڈی او مڈس" کی آنکھیں
غصے سے سرخ انگارہ ہو گئیں اور اس
نے کڑک کر کہا "اس کا مطلب یہ ہے
کہ شاگال کو تم نے قید سے نکل بھاگنے
میں مدد دی ہے۔" اس کے ساتھ ہی وہ
خود تلوار لے کر گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔
تمام سپاہی ایک دم ہرکولیس پر حملہ
آور ہوئے۔ ہرکولیس نے اپنا ڈنڈا سنبھالا



اور دائیں بائیں تیزی سے چلاتا ہوا سپاہیوں میں گھس گیا۔ ہرکولیس کا ڈنڈا جس کے سر پر پڑتا وہ وہیں گر جاتا اور ہرکولیس کے عقب میں حملہ کرنے والوں کا ہر وار شیر کی کھال کی وجہ سے ناکام جا رہا تھا۔ ہرکولیس کا جوش خروش اس وقت عروج پر تھا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کی طاقت اور پھرتی کے سامنے سپاہیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ کچھ نے ہاتھ روک لئے اور کچھ نے پیٹھ دکھا دی۔

ڈی او مڈس اکیلا تلوار لے کر ہرکولیس کے مقابلے پر آ گیا۔ ہرکولیس نے ہاتھ سے ڈنڈا پھینک دیا اور اپنی کمر پر اُسکا وار روک کر اُسکا تلوار والا ہاتھ کلائی سے پکڑا اور اسے اس زور سے جھٹکا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے نکل کر دُور جا گری۔ اس کے بعد ہرکولیس نے ڈی او مڈس کو گردن اور کمر سے پکڑ کر اپنے سر سے اُوپر اٹھایا اور نیچے پٹخ دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ایک بار

پھر اُسے اُٹھا کر دے مارا۔ اس کی چیخیں
بہت دردناک تھیں۔ ڈی او مڈس بہت
زیادہ ڈیل ڈول کے باوجود اس وقت
ہرکولیس کے سامنے ایسے لگ رہا تھا جیسے
وہ کوئی کھلونا ہو، بہت سے لوگ کھڑے
اس کی یہ حالت دیکھ رہے تھے۔ لیکن
سب اس کے ظلم وستم سے تنگ تھے
اس لئے کوئی اس کی مدد کو نہ آیا۔
جب تیسری بار ہرکولیس نے اُسے
اٹھایا اور چاہتا تھا کہ نیچے دے مارے،
"ڈی او مڈس" گڑگڑاتے ہوئے بولا "ہرکولیس!
مجھے جان سے مت مارو، مجھے معاف کر دو،
میں تم سے سچا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ
کسی پر ظلم نہیں کروں گا۔ اور یہ سبز
گھوڑے بھی تم لے جاؤ۔" ہرکولیس نے
اُسے نیچے اتار کر پوچھا "اور وہ شاگال؟"
ڈی او مڈس نے کہا "میں اس سے
اور اس کے باپ سے بھی معافی مانگ
لیتا ہوں، شاگال کا باپ بہت ذہین اور جہاں دیدہ

آدمی ہے۔ اس کے علاوہ لوگ اُسے بہت
چاہتے ہیں۔ میں اسے تھریس کا وزیر اعظم
بناتا ہوں رعایا جو مجھے ناپسند کرتے ہیں
اس کے وزیر اعظم بننے سے یقیناً بہت خوش
ہوں گے اور ملک ترقی کرے گا۔
ہرکولیس نے کہا "بادشاہ ڈی او مڈس" انسان
کو جب اپنی غلطی کا احساس ہو جاتے
تو وہ یقیناً اچھا بن جاتا ہے۔
"ڈی او مڈس" نے ہرکولیس کو کئی روز تک
اپنا مہمان رکھا۔ ہرکولیس نے اپنے ساتھیوں
کو بھی بلوا لیا تھا۔ جنہیں وہ ساحل سمندر
کے گھنے درختوں میں چھوڑ آیا تھا۔ ہرکولیس
نے سونے چاندی کے سکوں سے بھرے
ہوئے صندوق جو وہ "ڈی او مڈس" کے
لئے لایا تھا وہاں کی غریب عوام میں
تقسیم کر دیتے۔
اس کے بعد ہرکولیس چاروں سبز
گھوڑے اور شاگال کو لے کر "تاتی رن"
پہنچا وہاں اس کی بہادری کے چرچے

پہلے سے بھی زیادہ ہونے لگے ہرکولیس کو گھوڑے حاصل کرنے سے زیادہ اس بات کی خوشی تھی کہ وہ اپنے محسن کے کام آیا ہے۔ شاگال کا باپ ہرکولیس کی راہ میں آنکھیں بچھا رہا تھا اور اس کی پاگل ماں بیٹے کو پاکر بالکل ٹھیک ہو گئی۔

ختم شد